

نام کتاب : علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ کے استعمال کا شرعی حکم
 مؤلف : حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ
 سن اشاعت : شوال المکرم ۱۴۳۰ھ / اکتوبر ۲۰۰۹ء
 تعداد اشاعت : ۳۵۰۰
 ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھا در، کراچی، فون: 2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

عوام و خواص میں یہ مسئلہ موضوع بحث رہتا ہے کہ غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے ”علیہ الصلوٰۃ والسلام“ یا ”علیہ السلام“ کہنا کیسا ہے؟ اسی طرح عوام اس میں بھی بہت نزاع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ غیر صحابہ کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہنا یا لکھنا درست نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، حضور غوث اعظم وغیرہم کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہنے پر سخت اعتراض کرتے ہیں، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم کو کچھ تو ”علیہا السلام“ لکھتے ہیں اور کچھ اس سے منع کرتے ہیں۔

اراکین جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان نے ان مسائل پر ہمارے دارالافتاء سے حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی کے تحقیقی مفصل فتاویٰ کو جمع کر کے ایک رسالہ کی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے، اور ان فتاویٰ میں ان مسائل پر کافی وثاقی بحث کی گئی ہے۔

ادارہ اس رسالہ کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے 186 ویں نمبر پر شائع کر رہا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہم سب کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خواص و عوام کے لئے نافع بنائے۔ آمین

محمد عرفان المانی

”علیہ السلام“ اور ”رضی اللہ عنہ“

کے استعمال کا شرعی حکم

تالیف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھا در، کراچی، فون: 32439799

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	فتویٰ نمبر ۱: غیر انبیاء و ملائکہ پر انفرادی و اسلامیات کا حکم	5
۲۔	جواب	5
۳۔	انبیاء و ملائکہ کے غیر کے لئے ”صلوات“	6
۴۔	پہلا قول	6
۵۔	دوسرا قول	7
۶۔	تیسرا قول	10
۷۔	چوتھا قول	10
۸۔	اگر خلائی کا قول	10
۹۔	راج قول کی تائید	12
۱۰۔	جمہور علماء کے اقوال	14
۱۱۔	مجوزین کے مستدلات کا جواب	25
۱۲۔	حکم	29
۱۳۔	انبیاء و ملائکہ کے غیر پر ”سلام“	33
۱۴۔	سلام اور صلاۃ میں مناسبت	34
۱۵۔	مجوزین کو تنبیہ	39
۱۶۔	سلام کا حکم	41
۱۷۔	اہل بدعت کا اختراع	43

۱۸۔	اہل بدعت کا شعار	45
۱۹۔	اہل بدعت سے مشابہت	47
۲۰۔	آخری بات	49
۲۱۔	فتویٰ نمبر ۲: غیر صحابہ کے لئے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہنا	50
۲۲۔	جواب	50
۲۳۔	قرآن کریم سے تائید	50
۲۴۔	بعض لوگوں کے قول کی حیثیت	53
۲۵۔	مستحب ترتیب	54
۲۶۔	اس ترتیب کا عکس	56
۲۷۔	محدثین، فقہاء اور علماء کا عمل	59
۲۸۔	فتویٰ نمبر ۳: صحابی بن صحابہ کے لئے کیا کہا جائے؟	67
۲۹۔	جواب	67
۳۰۔	فتویٰ نمبر ۴: حضرت مریم کے نام کے ساتھ کیا کہا جائے؟	68
۳۱۔	جواب	68
۳۲۔	ماخذ و مراجع	72

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ”علیہ الصلاۃ والسلام“ یا ”علیہ السلام“ نبیوں اور فرشتوں کے ساتھ خاص ہے یا اُن کے غیر کے لئے بھی بولا جاسکتا ہے، اگر اُن کے لئے خاص ہے تو بولنے والے کے کیا حکم ہوگا؟

باسمہ تعالیٰ وتقّوس الجواب: اسماء کے ساتھ تعظیمی یا دعائیہ جملے ذکر کئے جاتے ہیں جیسے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، علیہ الصلاۃ والسلام، علیہ السلام، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ، لیکن اس باب میں ائمہ دین، مشائخ عظام، علماء کرام کی تصریحات مذکور ہیں، اُن کا کہنا یہ ہے کہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے علاوہ دوسروں کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یا رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ دعائیہ جملہ ذکر کیا جائے اور اُن کے لئے علیہ الصلاۃ والسلام یا علیہ السلام کا کہنا درست نہیں ہے اگرچہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام جملوں کا استعمال ہر مومن کے لئے جائز ہو، جیسے قیاس تو چاہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ عز وجل کا استعمال جائز ہونا چاہئے کہ کہا جائے کہ حضرت محمد عز وجل کیونکہ نبی ﷺ عزیز اور جلیل ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَتُعْزِّزُوهُ وَتُقَدِّرُوهُ﴾ الآية (۱)

ترجمہ: اور رسول کی تعظیم تو قیر کرو۔ (کنز الایمان)

اسی طرح قیاس چاہتا ہے کہ کسی بھی مسلمان کے نام کے ساتھ صلی اللہ تعالیٰ وسلم یا علیہ الصلاۃ والسلام وغیرہ دعائیہ جملے استعمال کرنا درست ہو کہ کہا جائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَیْكُمْ وَمَلَائِکَتُهُ﴾ الآية (۲)

ترجمہ: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر اور اُس کے فرشتے۔ (کنز الایمان)

کہ یہ ”یصلی علی المؤمنین“ کے معنی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأُولَئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَواتٌ مِّن رَّبِّہِمْ وَرَحْمَةٌ﴾ الآية (۳)

ترجمہ: یہ لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کے درود ہیں اور رحمت۔ (کنز الایمان)

کہ یہ ”علی المؤمنین صلوات“ کے معنی میں ہے لہذا قیاس چاہتا ہے کہ معنی کے اعتبار سے ہر مومن کے لئے ان تعظیمی یا دعائیہ جملوں کا استعمال کیا جاسکتا ہے، لیکن ہم اس مقام پر قیاس کو ترک کر کے اسلاف صلحاء کے طریقے اور اُن کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں تو ہم نے دیکھا کہ اُن میں سے کسی نے بھی قال النبی عز وجل یا قال الرسول عز وجل یا قال ابو بکر علیہ السلام یا علی علیہ السلام وغیرہ نہ لکھا ہے اور نہ ہی اُس کی کسی نے تعلیم دی ہے۔

اب ہم اپنی اس تحریر میں پہلے انبیاء علیہم السلام و ملائکہ علیہم السلام کے غیر کے لئے صلاۃ کے استعمال کے بارے میں صحابہ کرام اور علماء اسلام سے اقوال لائیں گے، پھر جمہور کے نزدیک رائج قول کی تائید میں علماء کرام کے اقوال لائیں گے، پھر غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے اس کے استعمال کا حکم بیان ہوگا، پھر صلاۃ اور سلام میں کے حکم میں مناسبت بیان کی جائے گی اور انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے غیر کے لئے علیہ السلام کہنے اور لکھنے کے بارے میں حکم اور اُس پر اقوال علماء لائے جائیں گے اور بتایا جائے گا کہ غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے صلاۃ یا سلام یا دونوں کا استعمال جب ہمارے اسلاف نے نہ کیا اور نہ اُس کی تعلیم دی پھر اس کا استعمال کس نے شروع کیا اور وہ کون لوگ ہیں جو اس کا استعمال کرتے ہیں، اور اُن کی اتباع اور اُن سے مشابہت کے بارے میں کیا حکم ہے۔

انبیاء اور ملائکہ کے غیر کے لئے ”صلاۃ“

انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے غیر کے لئے ”صلاۃ“ کے بارے میں اقوال علماء مختلف ہیں: پہلا قول: ایک قول تو یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے اور اُن کا استدلال قرآن وحدیث سے

ہے چنانچہ علامہ سید محمود آلوی بغدادی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

واستدل له بقوله تعالى: ﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾ (۴) وبما صحَّ من قوله ﷺ ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى“ أوقوله عليه الصلاة والسلام وقد رفع يديه: ”اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عِبَادَةَ“ وَصَحَّحَ ابْنُ حِبَّانٍ خَبَرَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: صَلِّ عَلَىَّ وَعَلَى زَوْجِي فَقَعَلَ“ وَفِي خَبَرٍ مُّسْلَمٍ ”إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُولُ لِرُوحِ الْمُؤْمِنِ: صَلِّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى جَسَدِكَ“ (۵)

یعنی، اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے فرمان، ”وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اُس کے فرشتے“ اور نبی ﷺ کے فرمان سے جو صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ ”اے اللہ! درود بھیج آلِ ابی اوفیٰ پر“ (۶) اور آپ ﷺ کے فرمان سے کہ جس میں آپ نے اپنے مبارک دست اٹھائے ”اے اللہ! اپنے درود اور اپنی رحمت سعد بن عبادہ کی آل پر فرما“ (۷) اور اُس خبر سے کہ جس کی تصحیح ابن حبان نے فرمائی کہ ایک عورت نے نبی ﷺ

۴۔ الأحزاب: ۴۳/۴۳

۵۔ تفسیر روح المعانی سورة (۳۳) الأحزاب، الآية ۲۱، ۲۲، ۳۵۵، مطبوعة:

دار احیاء التراث العربی، بیروت الطبعة الاولى ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

۶۔ پوری حدیث یہ ہے کہ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں جب کوئی صدقہ لے کر آتا تو آپ فرماتے، اے اللہ! آلِ فلاں پر صلاۃ نازل فرما (یعنی آپ اس کے لئے دعا فرماتے) اور جب میرے باپ آئے تو آپ نے فرمایا ”اے اللہ! آلِ ابی اوفیٰ پر صلاۃ نازل فرما“ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی ”صحیح“ (برقم: ۱۴۹۷) میں، امام مسلم نے اپنی ”صحیح“ (برقم: ۱۰۷۸) میں، امام ابوداؤد نے اپنی ”سنن“ (برقم: ۱۵۹۰) میں، امام نسائی نے اپنی ”سنن“ (برقم: ۳۴۵۹) میں، امام ابن ماجہ نے اپنی ”سنن“ (برقم: ۱۷۹۶) میں روایت کیا ہے۔

۷۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی ”سنن“ (برقم: ۵۱۸۵) میں روایت کیا ہے۔

کی بارگاہ میں عرض کی ”آپ مجھ پر اور میرے شوہر پر صلاۃ بھیجے تو آپ نے ایسا کیا“ (۸) اور مسلم شریف کی حدیث کہ فرشتے مومن کی روح سے کہتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ تجھ پر اور تیرے جسم پر رحمت بھیجے“ سے استدلال کیا ہے۔ (۹)

دوسرا قول: اور ایک قول یہ ہے کہ مطلقاً جائز نہیں چنانچہ علامہ سید محمود آلوی کہتے ہیں: وقیل: لا تحوز مطلقاً (۱۰) یعنی، اور کہا گیا کہ مطلقاً جائز نہیں ہے۔

اور حافظ ابو عمر ابن عبد البر کی متوفی ۴۶۳ھ (۱۱) اور علامہ ابو عبد الملک محمد بن احمد انصاری مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ (۱۲) اس قول کو نقل کرتے ہیں کہ:

قالوا: فلا يجوز أن يصلّي على أحدٍ إلا على النبي ﷺ وحده خاصةً، لأنه نَحْصٌ بالملك.

یعنی، انہوں نے کہا کہ پس جائز نہیں کہ صلاۃ بھیجی جائے کسی ایک پر سوائے تنہا نبی ﷺ کے خاص طور پر، کیونکہ آپ ہی اس کے ساتھ

۸۔ اس حدیث کو امام دارقطنی نے اپنی ”سنن“ (المقدمہ، برقم: ۴۵) میں، امام ابن حبان نے اپنی ”صحیح“ میں (جیسا کہ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، برقم: ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴ میں ہے) اور امام ابن ابی شیبہ نے ”المصنف“ (برقم: ۸۸۰۹)، کتاب الصلاة، الصلاة على غير الانبياء ۴۷/۶، ۴۸، طبع المجلس العلمي، و کتاب صلاة التطوع و الإمامة، الصلاة على غير الانبياء، ۴۰/۱، طبع دار الفكر، بیروت) میں روایت کیا ہے۔

۹۔ اس آیت اور دیگر آیات اور ان احادیث اور دیگر احادیث میں اگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے غیر انبیاء و ملائکہ پر انفرادی صلاۃ بھیجے کا ذکر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے جو چاہے کرے، جس پر چاہے صلاۃ بھیجے اور صلاۃ رسول اللہ ﷺ کا حق ہے اور اپنا حق جسے چاہیں عطا فرما دیں، لہذا یہ آیات و احادیث ہماری بحث سے متعلق نہیں ہیں۔

۱۰۔ تفسیر روح المعانی، ۲۱-۲۲/۳۵۵

۱۱۔ التمهيد مالك عن عبد الله بن أبي بكر بن حزم، حديث سادس عشر (برقم: ۱۶/۴۴۸)

۱۲۔ تفسیر القرطبي، سورة التوبة الآية ۱۰۳، ۲۴۹/۴

خاص کئے گئے۔

اور اُن کا استدلال ہے کہ:

وَسْتَلُوا بِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ (۱۳)

یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے“ سے استدلال کیا ہے۔
اور امام قرطبی لکھتے ہیں:

وَبِأَنَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ: لَا يَصْلِي عَلَى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۱۴)

یعنی، اور اس طرح کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ ”نبی ﷺ کے سوا کسی پر درود نہ پڑھا جائے“۔

اور مطلقاً ناجائز کہنے والوں نے قرآن اور اثر ابن عباس سے استدلال کے علاوہ اہل بدعت کے شعار کو بھی عدم جواز کی علت بتایا ہے جیسا کہ علامہ نابلسی نے نقل کیا کہ:

وَقَالَ الْآخَرُونَ: لَا يَحْزُرُ ذَلِكَ لِأَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ صَارَ مِنْ شَعَارِ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ يَصْلُونَ عَلَى مَنْ يَعْتَقِدُونَ فِيهِمُ الْعَصَمَةَ فَلَا يَقْتُلِي بِهِمْ (۱۵)

یعنی، دوسروں نے کہا کہ جائز نہیں ہے کیونکہ غیر انبیاء پر صلاۃ بھیجنا اہل ہوا کا شعار ہو گیا ہے کہ وہ جن میں عصمت کا اعتقاد رکھتے ہیں (یعنی جنہیں معصوم قرار دیتے ہیں) اُن پر صلاۃ بھیجتے ہیں لہذا اُن اہل ہوا کی پیروی نہیں کی جائے گی۔ (۱۶)

۱۳۔ التور: ۲۴/۶۳

۱۴۔ تفسیر القرطبی، سورة التوبة الآية ۱۰۳/۴۹۹

۱۵۔ الحديث النبوية شرح الطريقة المحمدية ۹/۱

۱۶۔ یاد رہے کہ اُن کا شعرا انفراداً صلاۃ و سلام بھیجنا ہے نہ کہ تبعاً جیسا کہ جمہور علماء کرام نے یہی فرمایا ہے لہذا غیر انبیاء عواماً نہ پرائز اور صلاۃ و سلام نہ بھیج کر ان کی اقتدا اور ان کے ساتھ تہذیب سے گریز کرنا ہوگا۔

تیسرا قول: اور ایک قول یہ ہے کہ استقلالاً جائز نہیں تبعاً اُن کے لئے جائز ہے کہ جن کے بارے میں نص وارد ہے، چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں:

وَقِيلَ: لَا تَحْزُرُ اسْتِقْلَالًا وَتَحْزُرُ تَبْعًا فِيمَا وَرَدَ فِيهِ النَّصُّ كَالْأَلِ أَوَّالِ الْحَقِّ بِهِ كَالْأَصْحَابِ، وَاسْتِخْرَافِ الْقُرْطُبِيِّ وَغَيْرِهِ، (۱۷)

یعنی، کہا گیا کہ استقلالاً جائز نہیں اور تبعاً اُن کے لئے جائز ہے جن کے بارے میں نص وارد ہے جیسے آل اور اُن کے ساتھ اصحاب کے مثل کو لاحق کیا گیا اور اسے امام قرطبی وغیرہ نے اختیار فرمایا ہے۔

امام قرطبی نے پہلے یہ قول ذکر فرمایا پھر وہ جو اوپر ذکر کیا گیا پھر اسی قول کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ (۱۸)

چوتھا قول: ایک اور قول یہ ہے کہ تبعاً مطلقاً جائز ہے اور استقلالاً جائز نہیں۔

ائمہ ثلاثہ کا قول

یہی چوتھا قول امام ابو حنیفہ اور اُن کے متبعین، امام مالک، امام شافعی اور جمہور ائمہ دین کا قول ہے، علامہ سید محمود آلوسی بغدادی لکھتے ہیں:

وَقِيلَ: تَحْزُرُ تَبْعًا مطلقاً وَلَا تَحْزُرُ اسْتِقْلَالًا وَنَسَبَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَجَمَعَ (۱۹)

یعنی، اور کہا گیا کہ تبعاً مطلقاً جائز ہے اور استقلالاً جائز نہیں اور یہ قول امام ابو حنیفہ اور علماء کی ایک جماعت کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اور حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی شافعی متوفی ۹۰۲ھ لکھتے ہیں:

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ: يَحْزُرُ تَبْعًا مطلقاً وَلَا يَحْزُرُ اسْتِقْلَالًا وَهَذَا قَوْلُ

۱۷۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۶، ۲۱-۲۲/۳۵۵

۱۸۔ تفسیر القرطبی، ۲۴۹/۸/۴۰

۱۹۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۶، ۲۱-۲۲/۳۵۵

ابی حنیفہ و جماعتہ (۲۰)

یعنی، ایک جماعت نے کہا کہ مبعثاً مطلق جائز ہے اور استقلالاً جائز نہیں اور یہ امام ابوحنیفہ اور آپ کی جماعت کا قول ہے۔

شرح بخاری علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

و قال أبو حنیفہ، و أصحابہ، و مالک، و الشافعی، و الأکثرون أنه لا یصلی علی غیر الأنبیاء علیہم الصلاۃ و السلام استقلالاً فلا یقال: اللهم صلّ علی آل أبی بکر، و لا علی آل عمر و غیرہما، و لكن یصلی علیہم تبعاً (۲۱)

یعنی، امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، امام مالک، امام شافعی اور اکثر ائمہ دین فرماتے ہیں کہ غیر انبیاء علیہم الصلاۃ و السلام پر بالاستقلال صلاۃ نہیں کہہ سکتے، پس اللهم صلّ علی آل أبی بکر اور اللهم صلّ علی آل عمر وغیرہ نہیں کہا جائے گا، لیکن ان پر تبعاً صلاۃ کہی جائے گی۔

امام محمد بن خلیفہ دشتانی متوفی ۸۲۸ھ لکھتے ہیں: امام مالک نے انبیاء علیہم السلام کے

غیر پر صلاۃ کو مکروہ قرار دیا ہے کہ یہ گزرے ہوئے علماء کے عمل سے نہیں ہے۔ (۲۲)

امام ابو الفضل قاضی عیاض مالکی حنفی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں کہ امام مالک کے نزدیک

انبیاء علیہم السلام کے غیر پر مستقلاً صلاۃ بھیجنا مکروہ ہے۔ (۲۳)

۲۰۔ القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، الباب الأول، حل یصلی علی غیر الأنبیاء

الخ، ص ۶۴، مطبوعۃ دار الکتاب العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ھ۔ ۱۹۸۵م

۲۱۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب صلاۃ الإمام و دعائه الخ،

برقم: ۱۴۹۷، ۵۵۶/۶

۲۲۔ إکمال إکمال المعلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ بعد التشہد،

برقم: ۶۵، (۴۰۵)، ۲۸۸/۲

۲۳۔ إکمال المعلم بموائد مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ بعد التشہد،

برقم: ۷۰، (۴۰۸)، ۳۰۵/۵

اور حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں کہ ”امام مالک اور جمہور کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کے غیر پر مستقلاً صلاۃ بھیجنا مکروہ ہے۔ (۲۴)

راج قول کی تائید

جمہور علماء اُمت اس پر ہیں کہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے غیر پر مبعثاً صلاۃ بلا کراہت جائز ہے نہ کہ استقلالاً جیسا کہ مندوبہ بالا تصریحات سے بھی ظاہر ہے، جمہور کے موقف کی تائید سورۃ (۲۴) النور کی آیت: ۶۳ سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ (الآیۃ ۲۵)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک

دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت سے استدلال کرنے والوں نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے لئے دُعائیں صلاۃ کا ذکر ہو اور مسلمان ایک دوسرے کے لئے بھی دُعائیں صلاۃ کا ذکر کریں تو رسول اللہ ﷺ اور عام مسلمانوں کے لئے دُعائیں کوئی امتیاز نہیں رہے گا حالانکہ آیہ کریمہ کا تقاضا یہ ہے کہ امتیاز رہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا عمل یہ ہے کہ آپ جب حضور ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوتے تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں صلاۃ پیش کرتے اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے لئے دُعا کرتے جیسا کہ ”التمہید“ (۲۶) میں ہے۔ (۲۷)

۲۴۔ فتح الباری، کتاب الزکاة، باب صلاۃ الإمام و دعائه الخ، برقم: ۱۴۹۷، ۴/۶۱/۳

۲۵۔ النور: ۲۴/۶۳

۲۶۔ التمهید، مالک عن عبد الله بن أبي بکر (برقم: ۱۶/۴۸)، ۹۹/۷

۲۷۔ یاد رہے کہ ”موطا امام مالک“ کے موجودہ نسخوں میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوتے، نبی ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر صلاۃ بھیجتے (الموطا للإمام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب ما جاء فی الصلاۃ علی النبی ﷺ، برقم: ۲۱۴، اثر، ص ۱۲۴) تو حافظ ابن عبدالمبر نے اس کا رد کیا ہے اور فرمایا کہ ”موطا“ کے راوی یحییٰ بن یحییٰ کو اس روایت کے درج کرنے میں مغالطہ ہوا ہے، صحیح روایت یہی ہے کہ آپ

اور پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان کہ ”نبی ﷺ کے سوا کسی شخص پر صلاۃ بھیجنا میرے علم میں جائز نہیں“۔ (۲۸)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ”انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی شخص پر صلاۃ بھیجنا جائز نہیں اور امام سفیان نے فرمایا: مکروہ ہے کہ نبی ﷺ کے سوا کسی اور پر صلاۃ بھیجی جائے۔ (۲۹)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ

لَا يُصَلَّى عَلَى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ سَائِرِ النَّاسِ يُذْخِي لَهُمْ يَتَرَحَّمُ عَلَيْهِمْ (۳۰)

یعنی، نبی ﷺ کے سوا کوئی شخص کسی شخص پر صلاۃ نہ بھیجے باقی لوگوں کے لئے دُعا کی جائے اور اُن پر رحمت بھیجی جائے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

لَا تَبْعِي الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ (۳۱)

حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے لئے دُعا کرتے (التمہید، برقم: ۱۶/۴۸، ۹۹/۷۔
ایضاً الاستذکار، کتاب قصر الصلاۃ الخ، باب ما جاء فى الصلاۃ على النبى،
برقم: ۳۶۷/۲، ۳۲۳/۲)

۲۸۔ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو امام ابن شہیر نے ”المصنف“ (کتاب الصلاۃ علی غیر الانبیاء،
برقم: ۸۸۰، ۸۸۱، ۴۷/۶، ۵۱۹/۲) میں، اور ابن عبد البر نے ”التمہید“ (مالک عن عبد اللہ بن
ابی بکر، حدیث السادس عشر لعبد الله بن أبي بكر (برقم: ۱۶/۴۸، ۹۹/۷) میں
روایت کیا ہے۔

۲۹۔ المصنف لعبد الرزاق، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ على النبى ﷺ، برقم: ۳۳۱۹، ۱۴۱/۲

۳۰۔ الاستذکار، کتاب قصر الصلاۃ فى السفر، باب ما جاء فى الصلاۃ على النبى ﷺ،
برقم: ۳۶۷/۲، ۳۲۳/۲

۳۱۔ المصنف لابن أبى شيبة، کتاب الصلاۃ، الصلاۃ على غیر الانبیاء، برقم: ۸۸۰، ۸۸۱، ۴۷/۶

ایضاً الاستذکار، کتاب قصر الصلاۃ الخ، باب ما جاء فى الصلاۃ على النبى ﷺ،
برقم: ۳۶۷/۲، ۳۲۵/۲

یعنی، انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی پر صلاۃ نہیں بھیجنی چاہئے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

قال رسول الله ﷺ: ”صَلُّوا عَلَى أَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِي“ (۳۲)

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں پر صلاۃ بھیجو، بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں مبعوث فرمایا ہے جیسا کہ اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔“

جمہور علماء کے اقوال

اور جمہور علماء اسلام کے اقوال درج ذیل ہیں:

امام ابو ذر کریانجی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

و اتفقوا على جواز جعل غير الانبياء تبعاً لهم فى الصلاة، فيقال:
اللهم صل على محمد، و على آل محمد، و أصحابه، و زواجه
و ذريته، و أتباعه للأحاديث الصحيحة فى ذلك، و قد أمرنا به
فى التشهد، و لم يزل السلف عليه خارج الصلاة أيضاً (۳۳)

یعنی، آئمہ کا انبیاء (و ملائکہ) غیر پر تبعاً صلاۃ بھیجنے کے جواز پر اتفاق
ہے، پس اس معاملہ میں احادیث صحیحہ وارد ہونے کی بنا پر کہا جائے
گا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، وَ أَصْحَابِهِ، وَ
زَوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ أَتْبَاعِهِ، اور میں اس کا تشہد کا حکم دیا گیا ہے نیز
اسلاف نماز سے باہر بھی ہمیشہ اسی پر رہے۔

۳۲۔ الاستذکار، برقم: ۳۶۸، ۳۲۴/۲

۳۳۔ کتاب الآذکار، کتاب الصلاۃ علی رسول اللہ ﷺ، باب الصلاۃ علی غیر الانبیاء الخ،

ص ۱۵۴، مطبوعہ دار البیان، دمشق، الطبعة الثالثة ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

اور امام ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی ۶۹۱ھ لکھتے ہیں:

و يجوز الصلاة على غيره تبعاً و يكره استقلالاً لأنه صار شعاراً
لذكر الرسول، و لذلك كره أن يقال: محمد عزّ و جلّ و إن كان
عزيزاً جليلاً (۳۴)

یعنی، غیر نبی پر ”صلاۃ“ تبعاً جائز ہے اور استقلالاً مکروہ، کیونکہ وہ (یعنی
صلاۃ و سلام) رسول کے ذکر کے لئے شعار بن گیا اور اسی وجہ سے مکروہ
ہے کہ محمد عزّ و جلّ کہا جائے اگرچہ آپ ﷺ عزیز اور جلیل ہیں۔

اور علامہ مصلح الدین بن ابراہیم رومی حنفی متوفی ۸۸۰ھ لکھتے ہیں:

يجوز الصلاة على غيره تبعاً و يكره استقلالاً، قال الشيخ محيّي
الدين في ”كتاب الاذكار“: أجمعوا على الصلاة على نبينا
محمد و على سائر الأنبياء عليهم الصلاة و السلام و الملائكة
عليهم السلام استقلالاً و أما غير الأنبياء فالجمهور لا يصلّي
عليهم ابتداءً (۳۵)

یعنی، غیر نبی پر ”صلاۃ“ تبعاً جائز ہے اور استقلالاً مکروہ، شیخ محی الدین
نے ”کتاب الاذکار“ میں فرمایا کہ ائمہ دین کا ہمارے نبی حضرت محمد
(ﷺ) اور تمام انبیاء علیہم الصلاۃ و السلام اور ملائکہ پر استقلالاً
”صلاۃ“ کے جائز ہونے پر اجماع ہے مگر غیر انبیاء تو جمہور علماء اس پر
ہیں کہ اُن پر ابتداءً (یعنی استقلالاً) ”صلاۃ“ نہ بھیجی جائے۔

اور علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد حنفی متوفی ۱۱۹۵ھ لکھتے ہیں:

۳۴۔ تفسیر البيضاوي، سورة الأحزاب، الآية: ۵۶، ۲۳۶/۶، مطبوعة دار احياء التراث

العربي، بيروت، الطبعة الاولى ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۸م

۳۵۔ حاشية ابن التميمي على تفسیر البيضاوي، سورة الأحزاب، الآية: ۵۶، ۵۱۶/۱۵،

مطبوعة دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولى ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

و يجوز الصلاة على غيره تبعاً (۳۶)

یعنی، غیر انبیاء پر ”صلاۃ“ تبعاً جائز ہے۔

اور علامہ محمد بن احمد خطیب شربنی متوفی ۹۷۷ھ (۳۷) اور قاضی محمد بن محمد بن مصطفیٰ

عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ (۳۸) لکھتے ہیں:

و تجوز الصلاة على غيره تبعاً له و تکره استقلالاً، لأنه في
العرف صار شعاراً لذكر الرّسل، و لذلك كره أن يقال لمحمد:

عزّ و جلّ، و إن كان عزيزاً جليلاً۔ و اللفظ للشرييني

یعنی، غیر نبی پر ”صلاۃ“ تبعاً جائز ہے اور استقلالاً مکروہ ہے کیونکہ یہ
عرف میں رسولوں کے ذکر کے لئے شعار بن گیا، اسی لئے مکروہ ہے
حضرت محمد ﷺ کے لئے ”عزّ و جلّ“ کہا جائے اگرچہ حضور ﷺ عزیز
اور جلیل ہیں۔

اور ڈاکٹر وہب زحیل نے لکھا:

و تجوز الصلاة على غيره تبعاً، و تکره استقلالاً، لأنه في العرف
صار شعاراً لذكر الرّسل، كما ذكره البيضاوي و الشوكاني و
غيرهما فلا يقال: صلى الله على فلان أو فلان عليه السلام (۳۹)

یعنی، اُن کے غیر (یعنی انبیاء و ملائکہ کے غیر) پر ”صلاۃ“ تبعاً جائز ہے
اور استقلالاً مکروہ ہے کیونکہ یہ عرف میں رسولوں کے ذکر کے لئے شعار
ہو گیا، جیسا کہ علامہ بیضاوی اور شوکانی نے کہا، پس نہیں کہا جائے گا

۳۶۔ حاشية الفونوي على تفسیر البيضاوي، سورة الأحزاب، الآية: ۵۶، ۱۵۰۶/۱۵

۳۷۔ تفسیر الخطيب الشرييني، سورة الأحزاب، الآية: ۵۶، ۳۳۷/۳، مطبوعة دار الكتب

العلمية، بيروت، الطبعة الاولى ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

۳۸۔ تفسیر أبي السعود، سورة الأحزاب، الآية: ۵۶، ۴۲۸/۵

۳۹۔ التفسير المنير، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۶، ص ۱۹، مطبوعة: دار الفكر،

بيروت، الطبعة الثانية ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى قَلَان، يَا قَلَان عَلَيْهِ السَّلَام۔

علامہ شیخ ابوالیم بن محمد باجوری شافعی شیخ جامع ازہر متوفی ۱۲۷۷ھ لکھتے ہیں:
و الصَّلَاةُ عَلَى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ تَبْعًا جَائِزَةٌ بِالِاتِّفَاقِ (۴۰)
یعنی، غیر انبیاء و ملائکہ پر تبعاً ”صلاة“ بالاتفاق جائز ہے۔

شارح شرح عقائد علامہ عبدالعزیز پرہاروی حنفی لکھتے ہیں:

و ههنا نكتتان شريفتان الأولى: لا يحوز التَّصْلِيَةُ وَ التَّسْلِيمُ عَلَى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ اسْتِقْلَالًا عِنْدَ الْمُحَقِّقِينَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ خِلَافًا لِلرَّوَاقِضِ، فَإِنَّهُمْ يَصَلُّونَ وَ يَسْلَمُونَ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ ثَانِيًا: إِنَّ هَذَا فِي عَرَفِ السَّلَفِ مِنْ شُعَارِ الْأَنْبِيَاءِ قَلَزَمَ التَّخْصِيسَ بِهِمْ كَمَا لَا يَحُوزُ أَنْ يُقَالَ فِي النَّبِيِّ ﷺ: عَزَّ وَجَلَّ، وَ إِنَّ كَانَ عَزِيزًا جَلِيلًا (۴۱)

یعنی، اور یہاں دو شریف نکلتے ہیں پہلا یہ کہ محققین اہلسنت و جماعت کے نزدیک غیر انبیاء پر استقلالاً ”صلاة و سلام“ جائز نہیں برخلاف روافض کے، پس وہ اہلبیت کرام پر صلاة و سلام بھیجتے ہیں، دوسرا یہ کہ یہ اسلاف کے عرف میں انبیاء علیہم السلام کا شعار ہے لہذا اس کی انہی کے ساتھ تخصیص لازم ہے جیسا کہ یہ جائز نہیں کہ نبی ﷺ کے لئے ”عز و جل“ کہا جائے اگرچہ حضور عزیز اور جلیل ہیں۔

اور امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

إِنَّ أَصْحَابَنَا يَمْنَعُونَ مِنْ ذِكْرِ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ إِلَّا فِي حَقِّ الرَّسُولِ (۴۲)

۴۰۔ شرح جوہر التوحید رقم البیت: ۴، ص ۲۹، مطبوعہ: مکتبۃ الغزالی، حماة

۴۱۔ التبراس شرح شرح العقائد، ص ۱۱، مطبوعہ: فیضی کتاب خانہ، کوئٹہ

۴۲۔ التفسیر الکبیر للروای، سورة التوبة، الآية: ۱۰۳، ۱۳۶/۱۶/۶، مطبوعہ: دار احیاء

التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

یعنی، تحقیق ہمارے اصحاب (یعنی شوافع) رسول اللہ ﷺ کے حق میں ”صلوات اللہ علیہ“ اور ”علیہ الصلوٰۃ و السلام“ کے ذکر کو چھوڑ کر دوسروں کے حق میں اس کے استعمال سے منع کرتے ہیں۔

حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ (۴۲) اور علامہ شیخ محمد بن عبداللہ ترمذی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ (۴۴) لکھتے ہیں:

و لَا يَصَلِّي عَلَى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ إِلَّا بِالتَّبَعِ وَ اللَّفْظُ لِلنَّسْفِ

یعنی، انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے غیر پر ”صلاة“ نہ بھیجی جائے مگر تبعاً۔

اس کے تحت علامہ فخر الدین بن علی زلیعی حنفی متوفی ۷۳۳ھ (۴۵) اور علامہ محمد بن حسین طبری حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ (۴۶) لکھتے ہیں:

لأن في الصَّلَاةِ مِنَ التَّعْظِيمِ مَا لَيْسَ فِي غَيْرِهَا مِنَ الدَّعَوَاتِ وَ هِيَ لِرِزَاةِ الرَّحْمَةِ وَ الْقُرْبِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَ لَا يُلِيقُ ذَلِكَ بِمَنْ يَتَصَوَّرُ مِنْهُ الْخَطَايَا وَ الذُّنُوبَ، وَ إِنَّمَا يَدْعَى لَهُ بِالْمَغْفِرَةِ وَ التَّجَاوُزِ إِلَّا تَبْعًا بَأَن يَقُولَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ صَحْبِهِ وَ نَحْوِهِ، لَأَنَّ فِيهِ تَعْظِيمَ النَّبِيِّ ﷺ

یعنی، کیونکہ ”صلاة“ میں وہ تعظیم ہے جو دوسری دعاؤں میں نہیں اور یہ

۴۳۔ کنز الدقائق، کتاب الختنی، مسائل شتی، ص ۱۴۶، مطبوعہ: المکتبۃ العصریہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۵م

۴۴۔ تنویر الأبصار مع شرحہ للحصکفی، کتاب الختنی، مسائل شتی، ص ۷۵۹، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۲م

۴۵۔ تبیین الحقائق، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۳۶۱/۹، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷م

۴۶۔ تکملہ البحر الرائق، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۵۱۸/۱۰، مطبوعہ: دار المعرفة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کے قُرب کی زیادتی کے لئے ہے اور ایسی دعا اُس کے لئے مناسب نہیں کہ جس سے خطائیں اور گناہ مٹھو رہوں اور ایسوں کے لئے صرف مغفرت اور تجاوز کی دعا کی جائے گی مگر یہ کہ ”صلاۃ“ کے ساتھ دعا سمجھا ہو (تو جائز ہے) یا باین طور کہا جائے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ اور اس کی مثل، کیونکہ اس میں نبی ﷺ کی تعظیم ہے۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ (۷۶۷) اور علامہ عبدالحکیم انفانی متوفی ۱۳۲۶ھ (۷۴۸) ”کنز“ کی اس عبارت کے تحت لکھتے ہیں:

كما يقال: اللهم صل على محمد وآله وذلك لأن الصلاة من التعظيم ما ليس في غيرها من الدعوات و هي لزيارة الرحمة و القرب من الله تعالى، و لا يليق ذلك لمن يتصور منه الخطايا و الذنوب، و إنما يدعى له بالعفو و المغفرة و التجاوز یعنی جیسا کہ کہا جاتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِهِ اور وہ اس لئے کہ ”صلاۃ“ میں وہ تعظیم ہے جو دوسری دعاؤں میں نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کے قُرب کی زیادتی کے لئے ہے اور ایسی دعا اُس کے لئے مناسب نہیں کہ جس سے خطائیں اور گناہ مٹھو رہوں، ایسوں کے لئے صرف عفو، مغفرت اور تجاوز کی دعا کی جائے گی۔

”کنز“ کی اسی عبارت کے تحت علامہ سید محمد ابو السعد حنفی لکھتے ہیں:

هذا جواب الاستحسان، و القياس يقتضى جوازه على كل مؤمن الخ (۷۹)

۴۷۔ رمز الحقائق، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۲/۲۸۴، مطبوعہ مکتبۃ نوریۃ رضویۃ، سکھر

۴۸۔ کشف الحقائق، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۲/۳۳۸، ۳۳۹، مطبوعہ: إدارة القرآن و

العلوم الإسلامية، کرائشی

۴۹۔ فتح المعین، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۲/۵۶۲، مطبوعہ مکتبۃ العتبات لرحمۃ العلوم، کربلہ

یعنی، صاحب کنز کا یہ قول (کہ غیر انبیاء و ملائکہ پر ”صلاۃ“ نہ کی جائے مگر سمجھا) جواب استحسان ہے اور قیاس ہر مومن پر ”صلاۃ“ کے جواز کا تقاضا کرتا ہے۔

علامہ قوم الدین امیر کا تب بن امیر عمر فارابی النفا فی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں:

ثم ينبغي لك أن تعرف أن الصلوات على غير الرسول جائزة، ألا يرى إلى قوله تعالى: ﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾ (۵۰) إلا إنا لم نحوز بطريق الإصالة لئلا يتوهم الرقص، و قد نهى النبي عليه السلام أن نقف مواقف التهم، و ما كان بطريق الضمن فبمعزل عن ذلك (۵۱)

یعنی، پھر تجھے چاہئے کہ تو یہ پہچان لے کہ غیر رسول پر ”صلوات“ جائز ہیں کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اُن کے فرشتے“ کو نہیں دیکھا، مگر ہم اسے بطریق اصالة جائز قرار نہیں دیتے تاکہ رقص کا وہم نہ کیا جائے حالانکہ نبی ﷺ نے ہمیں تہمت کی جگہوں پر کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے اور جو سمجھا ہے وہ اس ”نبی“ سے مجدا ہے۔

امام ابو الفضل قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں:

والذي ذهب إليه المحققون و أميل إليه ما قاله مالك و سفيان رحمهما الله و روى عن ابن عباس، و اختاره غير واحد من الفقهاء و المتكلمين أنه لا يصلّي على غير الأنبياء عند ذكرهم بل هو شيء يختص به الأنبياء توقيراً و تعزيراً كما يخص الله تخصيص النبي ﷺ و سائر الأنبياء بالصلاة و التسليم و لا يشارك فيه سواهم كما أمر الله بقوله ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا﴾

۵۰۔ الأجزاء: ۳۳/۴۳

۵۱۔ التبيين، القسم الثاني التحفيق، ۱/۱۲۵، مطبوعہ وزارة الأوقاف، الكويت، الطبعة

الأولى ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

تَسْلِيْمًا ﴿٥٢﴾

یعنی، جدھر شخصیں گئے اور جدھر میں (یعنی قاضی عیاض) مائل ہوا وہ وہ ہے جو امام مالک اور سفیان کا قول ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور جس کو ایک نے نہیں بلکہ بہت فقہاء و متکلمین نے اختیار کیا ہے، وہ یہ ہے کہ غیر انبیاء کے ذکر کے وقت اُن پر درود نہ پڑھا جائے (یعنی اُن کے نام کے ساتھ ”علیہ الصلاۃ والسلام“ یا ”صلی اللہ علیہ وسلم“ نہ کہا جائے) بلکہ یہ وہ شے ہے جو انبیاء علیہم السلام کی تعظیم و توقیر کے پیش نظر اُن کے ساتھ مختص ہے جیسا کہ اللہ عزّ وجلّ کے ذکر کے وقت تزیین، تقدیس، تعظیم (مثلاً ”عزّ وجلّ“ یا ”سبحانہ وتعالیٰ و تقدس“ کہنا) اُس کے ساتھ مختص ہے اور اس میں اُس کے ساتھ اس کا غیر شریک نہیں، اسی طرح ”صلاۃ سلام“ کو نبی ﷺ اور تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ مختص کرنا واجب ہے اس میں اُن کے سوا کسی اور کو (استقلالاً) شریک نہیں کیا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:

”اُن پر درود اور خوب سلام ہو“۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

و استدلل المانعون بأن لفظ الصّلاة صار شعاراً لعظم الأنبياء و توقيرهم فلا تقال لغيرهم استقلالاً و إن صحّ، كما لا يقال: محمد عزّ وجلّ و إن كان عليه الصّلاة و السلام عزيزاً جليلاً لأن هذا الثناء شعاراً لله تعالى فلا يشارك فيه غيره (۵۳)

۵۲۔ الأحزاب: ۵۶/۳۳

الشفاء بتعريف حنفى سيدنا المصطفى ﷺ، القسم الثانى، الباب الرابع، فصل فى الاختلاف فى الصّلاة على غير النّبى ﷺ، ص ۲۸۶، مطبوعة دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الاولى ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

۵۳۔ تفسير روح المعاني، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۶، ۲۱-۲۲/۳۵۶

یعنی، اور (غیر انبیاء پر استقلالاً ”صلاۃ“ سے) منع کرنے والوں نے استدلال کیا کہ ”صلاۃ“ کا لفظ انبیاء علیہم السلام کی عظمت و توقیر کے لئے شعار ہو گیا پس اُن کے غیر کے لئے استقلالاً ”صلاۃ“ نہ کہی جائے اگرچہ معنی کے اعتبار سے صحیح ہے جیسا کہ محمد عزّ وجلّ نہیں کہا جائے گا اگرچہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام عزیز اور جلیل ہیں کیونکہ یہ ثناء اللہ تعالیٰ کے لئے شعار ہو گئی پس اس میں اُس کا غیر شریک نہیں ہوگا۔

علامہ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ لکھتے ہیں:

إن الصّلاة و إن كانت الدّعاء بالرحمة و هو جائز لكلّ مسلم لكن صارت مخصوصة فى لسان السّلف بالأنبياء و الملائكة كما أن لفظ ”عزّ وجلّ“ مخصوص بالله تعالى كما لا يقال: محمد عزّ وجلّ و إن كان عزيزاً جليلاً، و لا يقال: أبو بكر أو عليّ صلى الله عليه وسلم و إن كان معناه صحيحاً (۵۴) حاشية ابن التّمجد على تفسير البيضاوى (۵۵)

یعنی تحقیق ”صلاۃ“ اگرچہ دعا بالرحمة ہے جو کہ ہر مسلمان کے لئے جائز ہے لیکن اسلاف کے ہاں ”صلاۃ“ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ لفظ ”عزّ وجلّ“ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے تو جس طرح محمد عزّ وجلّ نہیں کہا جاسکتا اگرچہ حضور ﷺ عزیز اور جلیل ہیں، اسی طرح ابو بکر یا علی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا جاسکتا اگرچہ اس کے معنی بالکل صحیح ہیں۔

۵۴۔ حلبی کبیر، ص ۳، مطبوعة سهيل اكاڊمى، لاہور

۵۵۔ حاشية ابن التّمجد، سورة الأحزاب، الآية: ۵۶، ۱۵/۱۴۱۶، مطبوعة دار الكتب

العلمية، بيروت، الطبعة الاولى ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

اور امام محمد بن خلیفہ الوشتانی الآبی (۵۶) اور علامہ محمد امین ہروی (۵۷) لکھتے ہیں:

قال بعضهم: الخلاف في الصلاة على غير الأنبياء إنما هي في الاستقلال نحو ”اللهم صلّ على فلان“ وأما هي تابعة نحو ”اللهم صلّ على محمد و أزواجه و ذريته“ فحائزة، و على الجواز فإنما يقصد بها الدعاء لأنها بمعنى التعظيم خاصة بالأنبياء عليهم السلام كخصوص عزّ و حلّ بالله تعالى، فلا يقال: محمد عزّ و حلّ و إن كان مُتَّبِعاً عزيراً جليلاً

یعنی، اُن کے بعض نے کہا کہ غیر انبیاء پر ”صلاة“ میں اختلاف صرف انفراداً صلاة بھیجنے میں ہے جیسے کہا جائے ”اللهم صلّ على فلان“ مگر تبعاً جیسے ”اللهم صلّ على محمد و أزواجه و ذريته“ کہنا جائز ہے اور (مبعاً) جواز (کی صورت) میں صلاة سے صرف دُعا کا قصد کیا جائے گا کیونکہ ”تَعَزُّوْا و جِلّ“ کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کی طرح ”صلاة“ بمعنی تعظیم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے، پس نہیں کہا جائے گا محمد عزّ و جِلّ، اگرچہ حضور ﷺ عزیر اور جلیل ہیں۔

مُحَقِّق فقیہ عبدالرحمن بن محمد شنی زادہ حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ لکھتے ہیں:

و لما كان الدعاء بلفظ الصلاة مختصاً بالأنبياء عليهم الصلاة و السلام تعظيماً لهم لم يدع به لغيرهم إلا على سبيل التبع لهم (۵۸) یعنی، جب لفظ صلاة کے ساتھ دُعا انبیاء علیہم الصلاة والسلام کی تعظیم کی

۵۶۔ اِکمال اِکمال المعلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التفهيد، برقم:

۶۵۔ (۴۰۵)، ۲/۲۸۸

۵۷۔ شرح مسلم للهروى، کتاب الصلاة، باب بيان كيفية الصلاة الخ، ۸۰۱۔ (۳۶۷)

(۲۹)، ۷/۱۳۸

۵۸۔ مجمع الأنهر، خطبة الكتاب، ۱/۱۲، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة

الأولى ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸م

وجہ سے اُن کے ساتھ مختص ہے تو یہ دُعا اُن کے غیر کے لئے نہیں کی جائے گی مگر یہ کہ غیر کے لئے اُن کے تابع ہونے کے طور پر ہو۔
قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی متوفی ۱۱۵۲ھ لکھتے ہیں:

هل يجوز الصلاة و السلام على غير الأنبياء و الصحيح أنه يجوز تبعاً و يكره استقلالاً كما يكره أن يقال: محمد عزّ و حلّ مع كونه عزيراً جليلاً لا اختصاصه بالأنبياء عرفاً كاختصاص ذلك بالله تعالى (۵۹)

یعنی، کیا غیر انبیاء پر ”صلاة اور سلام“ جائز ہیں، صحیح یہ ہے کہ مبعاً جائز ہے اور استقلالاً مکروہ جیسا کہ یہ مکروہ ہے کہ کہا جائے محمد عزّ و جِلّ اس کے باوجود کہ آپ ﷺ عزیر اور جلیل ہیں، اُس (یعنی صلاة و سلام) کے عرفاً انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مختص ہونے کی وجہ سے (انبیاء و ملائکہ کے غیر کے لئے انفراداً صلاة اور سلام مکروہ ہے) جیسے کہ اس کے (یعنی عزّ و جِلّ) کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہونے کی وجہ سے (کسی کے لئے عزّ و جِلّ مکروہ ہے)۔

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی لکھتے ہیں:

أما الصلاة على غير الأنبياء فإن كان على سبيل التبعية فهذا جائز بالاجماع، إنما وقع النزاع فيما إذا أقرّد غير الأنبياء بالصلاة عليهم..... و قال الجمهور من العلماء لا يجوز إفراد غير الأنبياء لأن هذا قد صار شعار الأنبياء إذا ذكروا فلا يلحق غيرهم بهم، فلا يقال: أبو بكر ﷺ أو عليّ ﷺ و إن كان المعنى صحيحاً كما لا يقال: محمد عزّ و حلّ و إن عزيراً جليلاً لأن هذا من

۵۹۔ تفسير المظهرى، سورة الأحزاب، الآية ۵۶، ۷/۳۸۰، مطبوعة: دار احياء التراث

العربى، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

شعار ذکر اللہ تعالیٰ الخ (۱۰)

یعنی، مگر غیر انبیاء پر ”صلاۃ“ تو اگر وہ بطریق جمعیت کے ہے تو یہ بالاجماع جائز ہے، نزاع صرف اُس صورت میں واقع ہوا جب انفراداً غیر انبیاء پر صلاۃ کہی جائے۔۔۔۔۔ اور جمہور علماء نے فرمایا انفراداً غیر انبیاء کے لئے ”صلاۃ“ جائز نہیں ہے کیونکہ غیر انبیاء کے لئے (انفراداً) صلاۃ جائز نہیں ہے کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام کا شعار ہو گیا جب اُن کا ذکر کیا جائے تو اُن کے ساتھ اُن کے غیر کو لاحق نہ کیا جائے گا پس نہیں کہا جائے گا ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم یا علی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اس کے معنی بالکل صحیح ہیں جیسا کہ نہیں کہا جائے گا حضرت محمد عَزَّوَجَلَّ اگرچہ حضور ﷺ عزیز اور جلیل ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے شعار ہے۔

علامہ ابوسعید خادمی حنفی لکھتے ہیں:

ثم الصلاة على غير الأنبياء بغير تبع قيل: تحوز، و الأصح لا

تحوز (۱۱)

یعنی، پھر ”صلاۃ“ غیر انبیاء پر جب کہ مبعوث نہ ہو کہا گیا کہ جائز ہے اور اصح یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔

مبوزین کے مُستدلّات کا جواب

انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے غیر کے لئے انفراداً صلاۃ و سلام کو جائز قرار دینے والے قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور علماء کرام نے اُن کا جواب دیا ہے چنانچہ مبوزین کے جملہ مُستدلّات کا جواب دیتے ہوئے علامہ آلوسی بغدادی حنفی لکھتے ہیں:

و أحابوا عما مرّ بآنه صلر من اللّٰه تعالیٰ و رسوله عليه الصّلاة و السلام، و لهما أن یخصّصا من شائا و بما شائا و لیس ذلك

۶۰۔ الحدیقة الندیة ۹/۱، مطبوعة: مکتبه فاروقیہ، بشار

۶۱۔ بریفة محمودیة ۹/۱، مطبوعة: دار الاشاعة العربیة، کویٹہ

لغيرهما إلا بإذنهما و لم یثبت عنهما إذن فی ذلك، و من ثم قال أبو الیمن بن عساكر له رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أن یصلی علی غیره مطلقاً لأنه حقّه و منصبه فله التّصوّف فیہ کیف شاء بخلاف أمتّه إذ لیس لهم أن یؤثروا غیره بما هو له (۶۲)

یعنی، (مخالفین کے) جو دلائل گزرے اُس کا علماء کرام نے یہ جواب دیا کہ وہ (یعنی غیر انبیاء پر بالاستقلال ”صلاۃ“ بھیجتا) اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ الصلاۃ و السلام سے صادر ہوا ہے اور انہیں حق ہے کہ جسے چاہیں جس کے ساتھ چاہیں خاص فرمائیں اور یہ حق اُن کے غیر کے لئے اُن کے اذن کے سوا نہیں اور اُن سے اس بارے میں اذن ثابت نہیں ہے، اسی وجہ سے ابوالیمن ابن عساكر نے فرمایا کہ حضور ﷺ کو یہ حق ہے کہ آپ اپنے غیر پر مطلقاً ”صلاۃ“ بھیجیں کیونکہ یہ آپ کا حق اور آپ کا منصب ہے پس آپ کو اپنے حق میں جس طرح چاہیں تصرف کا اختیار ہے برخلاف آپ کی اُمت کے کہ انہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ جو چیز آپ ﷺ کے لئے ہے اُس میں آپ پر آپ کے غیر کو ترجیح دیں۔

اور ”صحیح بخاری“ کی حدیث کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس جب کوئی قوم اپنا صدقہ لاتی تو آپ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ فَلانٍ فرماتے، پس میرا باپ بھی آپ کی خدمت میں اپنا صدقہ لایا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ اَبِيْ اَوْفٰی (۶۳)

علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: حدیث مذکور سے اُن لوگوں نے استدلال کیا جو غیر انبیاء علیہم السلام پر بالاستقلال ”صلاۃ“ کو

۶۲۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۳۳) الاحزاب، الآیة: ۵۶، ۲۱-۲۲/۳۵۶

۶۳۔ صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب صلاۃ الإمام و دعائه لصاحب الصلوة رقم: ۱۴۹۷

ایضاً صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الدعاء لمن آتی بصلفته، رقم: ۱۷۶/۲۴۵۹

(۱۰۷۸)، ص ۸۲

جائز کہتے ہیں اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے:

و الجواب عن هذا حقه عليه الصلاة والسلام له أن يعطيه لمن يشاء وليس غيره ذلك (١٤)

یعنی، حدیث مذکور سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ صلاۃ حضور ﷺ کا حق ہے جسے چاہیں عطا فرمائیں آپ کے غیر کو یہ اختیار نہیں۔

اور حافظ ابو عمر بن عبد البر لکھتے ہیں:

قال أبو عمر: تهليل هذه الآثار و حملها على غير التضاد و التناقض هو أن يقال: أما النبي ﷺ فحائز أن يصلّي على من شاء، لأنه قد أمر أن يصلّي على كل من يأخذ صلّته، و إما غيره فلا ينبغي له إلا أن يخص النبي عليه السلام بالصلاة عليه كما قال ابن عباس فحائز أن يحتج في ذلك بعموم قوله تعالى: ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ (١٥)

یعنی، حافظ ابو عمر ابن عبد البر نے کہا کہ ان آثار کی تہذیب اور ان کو غیر تضاد و تناقض پر محمول کرنا یہ ہے کہ کہا جائے کہ نبی ﷺ کے لئے جائز ہے کہ آپ جس پر چاہیں ”صلاۃ“ بھیجیں، اور آپ ﷺ کے غیر لئے مناسب نہیں مگر یہ کہ وہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو ”صلاۃ“ کے ساتھ خاص کرے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پس جائز ہے کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ”رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے“ کے عموم سے دلیل پکڑی جائے۔

۶۴۔ عمدۃ القاری، کتاب الزکاة، باب صلاۃ الإمام و دعائه لصاحب الصلۃ برقم: ۱۴۹۷،

۶۵۔ النور: ۶۳/۲۴، الإستاذکار، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب ما جاء فی الصلاۃ علی

امام محمد بن خلیفہ الوشتانی الآبی لکھتے ہیں کہ

و أحباب الأولون بأن الصلاة من الله و رسوله ﷺ هي بمعنى الدعاء و الرحمة و هي منا بمعنى التعظيم، فتحوز من الله و رسوله و لا يحوز منا أن نعظم غير الأنبياء بما عظم به الأنبياء عليه الصلاة والسلام (٦٦)

یعنی، جواز کا استدلال کرنے والوں کو مقالہ اولی والوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ”صلاۃ“ دعا اور رحمت کے معنی میں ہے پس اللہ و رسول کی طرف سے جائز ہے اور یہی ”صلاۃ“ ہماری طرف سے تعظیم کے معنی میں ہے اور ہماری جانب سے یہ جائز نہیں کہ ہم اس کے ساتھ غیر انبیاء کی تعظیم کریں کہ جس کے ساتھ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تعظیم کی گئی ہے۔

اور حافظ ابو العباس احمد بن عمر ابن ابیہم قرطبی متوفی ۶۵۶ھ (۶۷) اور ان سے علامہ محمد امین ہروی شافعی (۶۸) لکھتے ہیں کہ دوسرے فریق نے (کہ غیر انبیاء پر استقلالاً ”صلاۃ“ کے عدم جواز کا قائل ہے ان کے مستدل اس کا) رد کرتے ہوئے کہا کہ

بأن هذا صدر من الله و رسوله، و لهما أن يقولوا ما أراد بخلاف غيرهما الذي هو محكوم عليه

یعنی، یہ (جو قرآن و حدیث میں غیر انبیاء پر ”صلاۃ“ مذکور ہے وہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے صادر ہوتی ہے ان کے لئے جائز ہے کہ وہ جو ارادہ فرمائیں کہیں برخلاف ان کے غیر کے جو محکوم علیہ ہے۔

۶۶۔ إكمال إكمال المعلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد،

۶۷۔ المفهم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ، برقم: ۳۲۰، ۴۲/۲

۶۸۔ شرح صحيح مسلم للهيوي، كتاب الصلاة، باب بيان كيفية الصلاة على النبي ﷺ

اور امام ابو الفضل قاضی عیاض مابکی لکھتے ہیں:

و حجتہ علیہم فی هذا أن ما كان من الله تعالى و النبي ﷺ في هذا فيخلاف ما كان من غيرهما و لأنه منهما مجرى الدعاء و الرحمة و الموابهة و ليس فيهما معنى التعظيم و التوقير الذي يكون مناً و إذا كان من غيرهما جاء التسوية منه بينهم و بين النبي ﷺ (٦٩)

یعنی، اُن (مطلقاً جواز کے قائلین اور قرآن و حدیث سے اس پر دلائل لانے والوں) کے خلاف اس میں حجت یہ ہے کہ تحقیق جو اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کی طرف سے (غیر انبیاء علیہم پر ”صلاۃ“ وارو) ہے پس وہ اُس کے برخلاف ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے غیر کی طرف سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کی طرف سے ”صلاۃ“ دعا، رحمت اور مواجہہ کے مقام میں ہے اور اُن دونوں کی طرف سے ”صلاۃ“ میں اس تعظیم و توقیر کا معنی نہیں ہے جو ہماری طرف سے (صلاۃ میں) ہے، ”صلاۃ“ جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے غیر کی طرف سے ہوگی تو اس (غیر) کی طرف سے غیر انبیاء اور نبی ﷺ کے مابین برابری ہوگی۔

حکم

انبیاء و ملائکہ علیہم الصلاۃ و السلام کے غیر کے لئے ”صلاۃ و سلام“ کے بالاستقلال استعمال کے حکم میں اختلاف ہے چنانچہ علامہ امجدی بن محمد باجوری شافعی لکھتے ہیں:

و أما الصلوة استقلالاً فقليل بمنعها و قليل بکراهتها و قيل بأنها

خلاف الأولى (٧٠)

٦٩۔ إكمال المعلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد برقم: ٧٠

(٤٠٨)، ٣٠٥/٢

٧٠۔ شرح جواهر التوحيد رقم البيت: ٤، ص ٢٩، مطبوعة: مكتبة الغزالي، حماة

یعنی، مگر ”صلاۃ“، استقلالاً تو اُس کے منع کا کہا گیا اور اُس کی کراہت کا کہا گیا اور کہا گیا کہ یہ خلافِ اولیٰ ہے۔

اور علامہ شامی کے استاد علامہ عبدالغنی باملسی حنفی لکھتے ہیں:

ثم اختلف الماتعون هل هو من باب التحريم أو كراهة التنزيه أو خلاف الأولى حكاه النووي في ”الأذكار“ (٧١) یعنی، پھر منع کرنے والوں نے اختلاف کیا کہ کیا یہ باب تحریم سے ہے یا کراہت تنزیہ یا خلافِ اولیٰ۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ١٢٥٢ھ لکھتے ہیں:

و اختلف هل تكره تحريماً أو تنزيهاً أو خلاف الأولى؟ (٧٢)

یعنی، اور اختلاف کیا گیا کہ کیا مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی یا خلافِ اولیٰ۔

بعض نے لکھا کہ جائز نہیں ہے جیسا کہ علامہ ابو سعید خادمی حنفی نے لکھا کہ ”اصح یہ ہے کہ جائز نہیں ہے“۔ (٧٣) اور علامہ قوام الدین فارابی حنفی نے لکھا کہ ”ہم اصلاً اسے جائز قرار نہیں دیتے“۔ (٧٤)

اور علامہ آلوسی بغدادی نے لکھا:

و مذهب المشافعية: أنه خلاف الأولى (٧٥)

یعنی، شافعیہ کا مذہب ہے کہ خلافِ اولیٰ ہے۔

امام حسن بن منصور اور چندی حنفی متوفی ٥٩٢ھ نے لکھا اور اُن سے علامہ نظام الدین حنفی متوفی ١١٦١ھ اور علماء ہند کی ایک جماعت نے لکھا:

و يكره أن يصلى على غير النبي صلى الله عليه و آله أصحابه

٧١۔ الحديقة الندية شرح الطريقة المحمدية ٩/١

٧٢۔ رد المحتار على الدر المختار، كتاب الخش، مسائل خشی، ١٠/١٨١

٧٣۔ برينة محمودية فی شرح طريقة محمدية، ٩/١

٧٤۔ التبيين، ١٢٥/١

٧٥۔ تفسير روح المعاني، ٢١-٢٢/٣٥٥

وحدہ فبقول اللهم صل على فلان و لو جمع في الصلاة بين النبي صلى الله عليه وآله وأصحابه و بين غيره فبقول اللهم صل على محمد و علي وآله وأصحابه جاز كذا في فتاوى قاضیخان (۷۶) یعنی، مکروہ ہے کہ نبی ﷺ کے غیر آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر انفراداً ”صلاۃ“ بھیجی جائے، پس کہا جائے ”اللهم صل على فلان“ اور اگر صلاۃ میں نبی ﷺ اور آپ کی آل و اصحاب کے مابین جمع کرے تو جائز ہے، اسی طرح فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔

اور اکثر نے لکھا کہ مکروہ ہے جیسا کہ علامہ مصلح الدین رومی حنفی نے ”حاشیہ ابن العجمی“ میں، قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے ”تفسیر مظہری“ میں اور قاضی بیضاوی نے ”تفسیر بیضاوی“ میں لکھا ہے جیسے اُن کی عبارات کے ضمن میں گزرا۔ اور شیخ ابراہیم باجوری شافعی نے لکھا کہ اصح یہ ہے کہ مکروہ ہے۔ (۷۷)

اور بعض نے کراہت تحریمی کو ترجیح دی نہ کہ تنزیہی کو، وہ اس طرح کہ احناف میں سے بعض نے لکھا کہ غیر انبیاء و ملائکہ پر استقلالاً ”صلاۃ“ کہنے والا گمہگار ہوگا، چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں: ”تویر الابصار“ کی عبارت میں کراہت تحریمی، تنزیہی اور خلافِ اولیٰ ہونے کا احتمال ہے:

لكن ذكر البيري من الحنفية: من صلى غيرهم اثم و كره، وهو الصحيح (۷۸)

یعنی، لیکن حنفیہ میں سے علامہ بیری نے ذکر کیا کہ جس نے اُن کے غیر پر ”صلاۃ“ کہی تو وہ گمہگار ہوگا اور مکروہ ہے اور یہی صحیح ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں کہ امام نووی نے

۷۶۔ الفتاویٰ الہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الرابع، ۳۱۵/۵

۷۷۔ شرح جوہر التوحید رقم البیت: ۴، ص ۲۹

۷۸۔ روح المعانی، سورۃ (۳۳) الأحزاب، الآیۃ: ۵۶، ۲۱-۲۲/۳۵۵

کراہت تنزیہی کو صحیح قرار دیا:

لكن في خطبة ”شرح الأشباه“ للبيري: من صلى على غيرهم اثم و كره، وهو الصحيح (۷۹)

یعنی، لیکن ”شرح الاشباه“ للبیری کے خطبہ میں ہے کہ جس نے اُن (یعنی انبیاء و ملائکہ) کے غیر پر ”صلاۃ“ کہی وہ گمہگار ہوگا اور (ایسا کرنا) مکروہ ہے اور یہی صحیح ہے۔

اور گنہگار ہونا کراہت تحریمی میں لازم آتا ہے نہ کہ تنزیہی میں لہذا علامہ بیری نے اُسے مکروہ تحریمی قرار دے کر مرتکب کے گنہگار ہونے کا قول کیا۔

اسی طرح فقہاء کرام کی عبارات جن میں ہے کہ یہ روافض کا شعار ہے بعض نے لکھا اہل بدعت کا شعار ہے اور اُن کے شعار سے مشابہت ممنوع اور اجتنب واجب ہے، اگرچہ مشابہت کو قیود کے ساتھ مقید کر کے ترک کو واجب قرار دیا مگر اُن کا ترک کو واجب کہنا ارتکاب کے مکروہ تحریمی ہونے کی ناسید کرتا ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔

اور اکثر نے کراہت تنزیہی کو ترجیح دی ہے چنانچہ قاضی شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں:

و اختلفوا في الكراهية هل هي تحريرية أو تنزيهية و الصحيح الثاني (۸۰)

یعنی، اور کراہت میں اختلاف ہے کہ کیا یہ تحریمی ہے یا تنزیہی اور صحیح ہے کہ دوسری (یعنی تنزیہی) ہے۔

اور علامہ شامی کے استاد علامہ عبدالغنی باملسی حنفی لکھتے ہیں:

ثم قال: و الصحيح الذي عليه الأكثرون أنه مكروه كراهة تنزيه (۸۱)

۷۹۔ رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الختنی، مسائل شعی، ۵۱۸/۱۰

۸۰۔ حاشیہ الشہاب علی تفسیر البیضاوی، سورۃ (۳۳) الأحزاب، الآیۃ: ۵۶، ۷/۵۱۰،

مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۷م

۸۱۔ الحدیقة الندیۃ شرح الطریفة المحمدیۃ ۹/۱

یعنی، پھر امام نووی نے فرمایا کہ صحیح وہ کہ جس پر اکثر علماء ہیں وہ یہ ہے کہ یہ کراہت تنزیہی کے ساتھ مکروہ ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

و صحیح النووی فی ”الأذکار“ الثانی (۸۲)

یعنی، اور امام نووی نے ”الأذکار“ میں دوسری (یعنی تنزیہی) کو صحیح قرار دیا۔

انبیاء و ملائکہ کے غیر پر ”سلام“

وہ سلام جو زندوں اور مرنے والوں سب کو عام ہے جس سے زندوں سے ملاقات کے وقت تحیۃ کا ارادہ کیا جاتا ہے اور اُن سے جواب کی توقع رکھی جاتی ہے چاہے وہ زندہ سامنے ہو یا نہ ہو اور اُس کو پیغام یا خط کے ذریعہ لکھ کر سلام بھیجا جائے یا زیارت قبور کے وقت قبر والے کو بطور تحیۃ سلام کہا جاتا ہے، سلام کی اس قسم کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں اور یہ سلام ہمارا موضوع بحث نہیں ہے، چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی لکھتے ہیں:

حقّق بعضهم فقال ما حاصله مع زیادة علیہ السّلام الذی یعمّ

الحیّ والمیت هو الذی یقصد به التحیة کالسّلام عند تلاقٍ، أو

زیارة قبر وهو مستند للردّ فی الغائب (۸۳)

یعنی، سلام کے مسئلہ میں بعض علماء نے تحقیق کی ہے تو اُس کا خلاصہ مع

إضافة کے لکھتا ہوں کہ سلام دو طرح کا ہوتا ہے، ایک سلام تحیۃ ہے جو

آنے والا پیش کرنا ہے زندہ کو پیش کرے یا قبر والے کو، اگر زندہ کو پیش

کرتے تو اُس کا جواب واجب ہے۔

اگر جماعت کو پیش کیا ہے تو وہ جواب کفائی ہے (یعنی ایک کا جواب سب کو کافی ہوگا) اگر

کسی فرد کو خود جا کر سلام کیا یا کسی کے ذریعے سلام بھیجا یا خط میں سلام لکھا تو اُس پر سلام واجب ہے جس کو سلام کیا یا کہلایا ہے یا لکھا ہے، تو اس (سلام) کے جواز میں کسی کا کوئی اختلاف

۸۲۔ رد المحتار علی الترمذی المختار، کتاب الختنی، مسائل شفی، ۱۰/۵۱۸

۸۳۔ روح المعانی، سورة الاحزاب الآیة ۵۶، ۲۱/۳۵۷

نہیں۔ چنانچہ علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد حنفی متوفی ۱۱۹۵ھ لکھتے ہیں:

أما السّلام للتحیة للأحیاء فلا کلام فیہ (۸۴)

یعنی، مگر جو سلام زندوں کی تحیۃ کے لئے تو اُس (کے جواز) میں کوئی

کلام نہیں ہے۔

اور امام تکی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ (۸۵) اور اُن سے امام احمد بن محمد

قسطلانی شافعی متوفی ۹۲۳ھ (۸۶) لکھتے ہیں:

وأما الحاضر یخاطب به، فیقال: سلام علیک، أو سلام علیکم،

أو السّلام علیک، أو علیکم، هذا مجمع علیہ

یعنی، مگر حاضر تو اُسے سلام کے ساتھ مخاطب کیا جائے گا، اُسے کہا جائے

گا سلام علیک، یا سلام علیکم یا السلام علیک یا علیکم اور یہ مجمع علیہ ہے۔

سلام کی دوسری قسم وہ سلام ہے جو تعظیم و تکریم کے طور پر کیا جاتا ہے یا اُس سے دُعا کا

ارادہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنا سلام اُس بندے پر نازل فرمائے۔ یہی وہ سلام ہے جو ہمارا

موضوع بحث ہے اور جس کے بالاستقلال غیر نبی و مملک کے لئے کہنے کے جواز میں علماء کا

اختلاف ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سلام کی یہ دوسری قسم ”صلاۃ“ کے معنی میں ہے یا اُن میں

فرق ہے اگر ”صلاۃ“ کی مانند ہو تو اس کا بھی وہی حکم ہوگا جو ”صلاۃ“ کا ہے اور جو تفصیل

”صلاۃ“ کے لئے مذکور ہوئی وہی سلام کے لئے بھی ہے، جو حکم ”صلاۃ“ کا بیان ہوا وہی

”سلام“ کا بھی ہوگا اور پھر ”سلام“ پر الگ سے تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں ہوگی۔

سلام اور صلاۃ میں مناسبت

چنانچہ سلام کی اس دوسری قسم کے بارے میں جمہور علماء کا کہنا ہے کہ یہ ”سلام“ صلاۃ

۸۴۔ حاشیۃ الفونوی، سورة الاحزاب، الآیة: ۵۶، ۱۵/۴۱۲، مطبوعۃ: دار الکتب العلمیۃ،

بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

۸۵۔ کتاب الأذکار، کتاب الصّلاة علی رسول اللہ ﷺ باب الصّلاة علی غیر الأنبیاء ص ۱۵۴

۸۶۔ المواہب اللدنیۃ، المقصد السابع، الفصل الثانی ۲/۵۲۶

کی مانند ہے، جیسا کہ امام ابو ذر کریانگی بن شرف نووی شافعی (۸۷۶) اور اُن سے امام احمد بن محمد قسطلانی شافعی (۸۸۸) لکھتے ہیں:

وقال أبو محمد الحويني من أصحابنا: السَّلام بمعنى الصَّلَاة
یعنی ہمارے اصحاب (شوافع) میں سے امام ابو محمد جو نبی نے فرمایا کہ
”سلام“ صلاۃ کے معنی میں ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابد بن شامی حنفی لکھتے ہیں:

وأما السَّلام فنقل اللقاني في ”شرح جوهرية التوحيد“ عن الإمام
الحويني: أنه في معنى الصَّلَاة (۸۹۰)
یعنی، مگر سلام تو اللقانی نے ”شرح جوہرۃ التوحید“ میں امام جوینی سے
نقل کیا کہ ”سلام“ صلاۃ کے معنی میں ہے۔

اگر ”سلام“ صلاۃ کے معنی میں ہے تو سلام سے منع کی علت بھی وہی ہوگی جو ”صلاۃ“
سے منع کی ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں کہ

و الظاهر: أن علّة منع السَّلام ما قاله النووي في علّة منع الصَّلَاة (۹۰)
یعنی، اور ظاہر ہے کہ تحقیق (بالاستقلال غیر نبی و فرشتہ کے لئے)
”سلام“ کہنے سے روکنے کی علت وہی ہے جو امام نووی نے ”صلاۃ“
سے روکنے کی علت میں فرمایا۔

اور قاضی شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ ”تفسیر بیضاوی“ پر اپنے
حواشی میں (۹۱) اور ”شفا شریف“ کی شرح (۹۲) میں اور علامہ ابوسعید خادمی حنفی نے علامہ

۸۷۔ کتاب الأذکار کتاب الصَّلَاة علی رسول اللہ ﷺ باب الصَّلَاة علی غیر الأنبياء الخ ص ۱۵۴

۸۸۔ المواهب اللدنیة المقصد السابع، الفصل الثاني، ۵۲۶/۲

۸۹۔ رد المحتار علی التّرمذی المختار، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۵۱۸/۱۰

۹۰۔ رد المحتار، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۵۱۸/۱۰

۹۱۔ حاشیة الفقہاء علی تفسیر بیضاوی، سورة الأحزاب الآية ۵۶/۷

۹۲۔ نسیم الرياض، القسم الثاني، الباب الرابع، فصل فی الاختلاف الخ ۹۶، مطبوعة:

دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولى ۱۴۲۱ھ- ۲۰۰۱

برکلی کی کتاب ”مطر یقین محمدیہ“ کی شرح (۹۳) میں اسی طرح لکھا ہے۔

اور ابن قیم نے ”جلاء الأفهام“ میں ان دونوں میں فرق بیان کیا ہے، اگرچہ دور
حاضر کے چند علماء نے اس بنا پر فرق کیا ہے لیکن اکثر علماء محدثین و فقہاء ”سلام“ کی دوسری قسم
اور ”صلاۃ“ میں فرق کے قائل نہیں ہیں اور انہوں نے امام جوینی کے قول کو ہی لیا ہے اور ہم
بھی اسے ہی لیں گے جو اکثر شریعت نے کہا اور اُن میں بڑے بڑے محدثین اور فقہاء کرام شامل
ہیں جیسے امام نووی، قسطلانی، نابلسی، خادمی، حلی، خفاجی، ہروی، وشتانی، آلوسی اور شامی
وغیرہم۔

لہذا اس ”سلام“ کا بھی وہی حکم ہوگا جو کہ ”صلاۃ“ کا ہے چنانچہ امام مکی بن شرف
نووی شافعی (۹۴) اور امام قسطلانی شافعی (۹۵) اور علامہ شامی حنفی امام جوینی (۹۶) سے نقل
کرتے ہیں کہ:

فلا يستعمل في الغائب ولا يفرد به غير الأنبياء فلا يقال: على
عليه السَّلام، وسواء في هذا الأحياء والأموات
یعنی، پس غائب میں اس کا استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی انفراداً غیر
انبیاء کے لئے کہا جائے گا، لہذا انہیں کہا جائے گا کہ حضرت علی علیہ السلام
اور اس حکم میں زندہ اور اموات برابر ہیں۔

اور علامہ شامی کے استاد علامہ سید عبدالغنی نابلسی حنفی لکھتے ہیں:

ولا يفرد به غير الأنبياء فلا يقال: على عليه السَّلام والأحياء
والأموات فيه سواء، غير أن الحاضر يخاطب به فيقال: عليك
السَّلام (۹۷)

۹۳۔ بريقة محمودية شرح طريقة محمديّة ۹/۱، مطبعة دارالاشاعت العربية

۹۴۔ کتاب الأذکار، کتاب الصَّلَاة علی رسول اللہ ﷺ باب الصَّلَاة علی غیر الأنبياء الخ ص ۱۵۴

۹۵۔ المواهب اللدنیة المقصد السابع، الفصل الثاني، ۵۲۶/۲

۹۶۔ رد المحتار علی التّرمذی المختار، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۵۱۸/۱۰

۹۷۔ الحديقة التّدية شرح الطّريقة المحمديّة ۹/۱

یعنی، انفراداً غیر انبیاء پر سلام نہیں کہا جائے گا پس نہیں کہا جائے گا حضرت علی علیہ السلام، زندہ اور قبروں والے اس میں برابر ہیں سوائے حاضر کے کہ اُسے اس کے ساتھ مخاطب کیا جائے گا، اُسے کہا جائے گا علیک السلام۔

اور علامہ ابو سعید خادمی حنفی لکھتے ہیں:

ثم السلام كما لصلاة لا يفرد به غير الأنبياء (۹۸)

یعنی، پھر ”سلام“، مثل ”صلاة“ کے ہے، انفراداً غیر انبیاء کے لئے نہیں کہا جائے گا۔

اور علامہ امیر ایہم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ لکھتے ہیں:

و كذلك ”عليه السلام“ لم يعهد في لسان الشرع إلا تبعاً فلا يقال: فلان عليه السلام قالوا يجب الاتباع والاحتساب الاجماع (۹۹) یعنی، اسی طرح ”علیہ السلام“ ہے لسان شرع میں معبود نہیں ہے مگر تبعاً پس نہیں کہا جائے گا فلاں علیہ السلام، لہذا اس کی اتباع واجب ہے اور بدعت سے اجتناب لازم ہے۔

اور قاضی شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی لکھتے ہیں:

وقد قيل: إن السلام مثل الصلاة مخصوص بالانبياء أيضاً فلا يقال في غيرهم: عليه السلام كما صرح به الفقهاء (۱۰۰) یعنی، اور کہا گیا ہے کہ تحقیق ”سلام“ بھی مثل ”صلاة“ کے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے پس انبیاء علیہم السلام کے غیر کے لئے ”علیہ السلام“ نہیں کہا جائے جیسا کہ فقہاء کرام نے اس کی تصریح کی ہے۔

۹۸۔ بریفة محمودیة شرح طريقة محمدیة ۹/۱

۹۹۔ حلبی کبیر، ص ۳، مطبوعة سهيل اكاڊمی، لاہور

۱۰۰۔ نسیم الریاض، القسم الثاني، فیما یحب علی الآنام، الباب الرابع فی حکم الصلاة علیہ

والتسلیم، فصل فی الاختلاف الخ ۹۶/۵

اور علامہ شہاب نے علامہ بیضاوی کے قول کہ ”غیر نبی پر تبعاً صلاة جائز ہے“ کے تحت لکھا کہ:

و كذلك السلام ايضاً في غير السلام تحية الأحياء (۱۰۱)

یعنی، اسی طرح اُس سلام میں بھی جو سلام تحية الأحياء کا غیر ہے (یہی حکم ہے)۔

اور امام محمد بن خلیفہ وشتانی مالکی (۱۰۲) اور اُن سے علامہ محمد امین بن عبد اللہ ہروی شافعی (۱۰۳) لکھتے ہیں:

وقال أبو محمد الجويني: وكذلك السلام هو خاص به ﷺ فلا يقال أبو بكر عليه السلام

یعنی، اور ابو بکر جوینی نے فرمایا کہ اور اسی طرح سلام نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہے پس نہیں کہا جائے گا ابو بکر علیہ السلام۔

اور علامہ سید محمود آلوسی بغدادی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

حقق بعضهم فقال ما حاصله مع زيادة عليه: وأما السلام الذي يقصد به الدعاء من الله تعالى على المدعو له سواء كان بلفظ غيبة أو حضور، فهذا هو الذي اختص به ﷺ عن الأمة فلا يسلم على غيره إلا تبعاً كما أشار اليه الثقي السبكي في ”شفا الغرام“ وحينئذ فقد أشبه قولنا ”عليه السلام“ قولنا ”عليه الصلاة“ من حيث أن المراد عليه السلام من الله فقيه إشعار بالتعظيم الذي هو في الصلاة من حيث الطلب لأن يكون

۱۰۱۔ حاشیہ الشہاب، سورة الأحزاب الآية ۵۶، ۵۱۰/۷

۱۰۲۔ (إكمال إكمال المعلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد،

برقم: ۶۵- (۴۰۵)، ۲۸۸/۲

۱۰۳۔ شرح صحيح مسلم للهروي، كتاب الصلاة، باب بيان كيفية الصلاة الخ، برقم: ۸۰۱-

(۳۶۷) (۲۹)، ۱۳۸/۷

المسلم علیہ اللہ تعالیٰ کما فی الصلوة، وهذا النوع من السلام هو الذي ادعى الحليمي كون الصلوة بمعناه (۱۰۴) یعنی، سلام کے مسئلہ میں بعض علماء نے تحقیق کی ہے کہ تو اُس تحقیق کا خلاصہ مع اضافہ کے لکھتا ہوں دوسرا سلام یہ ہے کہ سلام سے دعا کا قصد کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنا سلام اُس بندہ پر نازل فرمائے کہ جس کے لئے دعا کی گئی (جیسے سلام اللہ علیہ یا اللہم سلم علیہ) چاہے اُس کے لئے غائب کا لفظ استعمال کرے یا حاضر کا، پس یہ سلام اُمت کی طرف سے آپ ﷺ (اور حضرت انبیاء و ملائکہ) کے ساتھ خاص ہے، لہذا (امتی) اُن کے غیر پر یہ سلام نہ کہے مگر بعداً (مثلاً کہے حضرت محمد اور آپ کی آل و اصحاب پر سلام ہو) جیسا کہ علامہ تقی الدین سبکی نے اپنی کتاب ”شفاء الغرام“ میں اس کی صرف اشارہ کیا ہے تو اس وقت ہمارا ”علیہ السلام“ کہنا ہمارے ”علیہ الصلاۃ“ کہنے کے زیادہ مشابہ ہے اُس حیثیت سے کہ مراد ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو پس اسی میں طلب کے اعتبار سے دینی تعظیم ہے جو ”علیہ الصلاۃ“ میں ہے کہ اُن پر سلام نازل فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ صلاۃ میں، ”سلام“ کی یہی نوع ہے کہ جس کے بارے میں ”حلی“ نے ”صلاۃ“ کے اُس (یعنی سلام) کے معنی میں ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

مجوزین کو تنبیہ

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی حنفی متوفی ۱۳۲۷ھ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ”یہ جو نام کے ساتھ سلام ذکر کیا جاتا ہے یہ سلام تحیت نہیں جو باہم ملاقات کے وقت کہا جاتا ہے یا کسی کے ذریعہ سے کہلایا جاتا ہے اس سے مقصود صاحب اسم کی تعظیم ہے، محرف اہل ۱۰۴۔ روح المعانی سورة الاحزاب، الآیة ۲۱۰۵۶-۲۲۰۳۵۷، مطبوعة داراحیاء التراث العربی، بیروت الطبعة الأولى ۱۴۲۲ھ۔ ۱۹۹۹

اسلام نے اس سلام کو انبیاء و ملائکہ کے ساتھ خاص کر دیا ہے، مثلاً حضرت امیر اہم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، لہذا غیر نبی و ملک کے نام کے ساتھ ”علیہ السلام“ نہیں کہنا چاہئے، واللہ تعالیٰ اعلم (۱۰۵) علماء کرام نے لکھا ہے کہ معنی کے اعتبار سے غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے ”علیہ السلام“ کا استعمال درست ہونے کی بنا پر جو لوگ انبیاء و ملائکہ کے غیر کے لئے اس کا استعمال جائز سمجھتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اہلیت کرام کی طرح دیگر صحابہ کرام کے لئے بھی اس کا یکساں استعمال کریں، حالانکہ وہ ایسا نہیں کرتے اور لکھا ہے کہ ”علیہ السلام“، تعظیم و تکریم کے باب سے ہے لہذا شیخین کریمین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اس کے زیادہ مقدار ہیں۔

چنانچہ علامہ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی شافعی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں:

وقد غلب فی هذا عبارة كثير من النساخ للكتب أن يفرد علی رضی اللہ عنہ بأن یقال: ”علیہ السلام“ من دون سائر الصحابة، أو کرم اللہ وجہہ، وهذا وإن کان معناه صحیحاً لکن ینغی أن یسوی بین الصحابة فی ذلك، فإن هذا من باب التعميم والتکریم فالشیخان و أمير المؤمنين عثمان أولیٰ بملك منه رضی اللہ عنہم أجمعین (۱۰۶)

یعنی، بعض ماقلین کتب کی نقل کردہ عبارات میں یہ اکثر پایا جاتا ہے کہ باقی صحابہ کرام کے سوا صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ”علیہ السلام“ یا کرم اللہ وجہہ“ لکھا ہوتا ہے اور یہ اپنے معنی کے اعتبار سے اگرچہ صحیح ہے مگر چاہئے یہ کہ تمام صحابہ کرام کے مابین اس اطلاق میں برابری کی جائے پس یہ تعظیم، تکریم کے باب سے ہے۔ تو شیخین کریمین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) اور امیر المؤمنین حضرت

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس اطلاق کے زیادہ لائق ہیں۔
اور امام احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں:

قد حوت عادة لبعض النساخ أن يفرّدوا علياً وقاطمة رضي الله
عنهما بالسلام، فيقولوا: عليه أو عليها السلام من دون سائر
الصحابه في ذلك، فإن هذا من باب التعظيم والتكريم،
والشّيعان أولى بذلك منه، أشار إليه ابن كثير (١٠٧)

یعنی، بعض مقلدین کتب کی عادت ہو گئی ہے کہ وہ باقی صحابہ کرام علیہم
الرضوان کے سوا صرف حضرت علی، فاطمہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ ”علیہ یا
علیہا السلام“ لکھتے ہیں، پس کہتے ہیں ”علیہ السلام، یا علیہا السلام اور یہ
اپنے معنی کے اعتبار سے اگر صحیح ہے لیکن چاہئے یہ کہ تمام صحابہ کرام کے
مابین اس اطلاق میں برابری کی جائے، پس یہ اطلاق تعظیم و تکریم کے
باب سے ہے اور ان سے شیخین کریمین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما)
اس اطلاق کے زیادہ لائق ہیں اسی کی طرف ابن کثیر نے اشارہ کیا۔

یا درہے کہ یہ ان لوگوں کو تنبیہ ہے جو معنی کا اعتبار کرتے ہوئے ”علیہ السلام“ کا اطلاق
غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے جائز قرار دیتے ہیں کہ اگر تم جائز سمجھتے ہو تو اہلبیت کرام کے لئے ہی
کیوں، دیگر صحابہ کرام کے لئے کیوں نہیں ورنہ جمہور علماء غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے ”علیہ
الصلوة والسلام“ یا ”علیہ السلام“ کا اطلاق درست قرار نہیں دیتے جیسا کہ بیان کیا جا چکا۔

سلام کا حکم

اور جمہور کے نزدیک ”سلام“ کا بھی وہی حکم ہے جو ”صلوة“ کا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا
تنزیہی یا خلاف اولیٰ کیونکہ جب علماء نے لکھا کہ ”سلام“ صلاۃ کی مثل ہے تو دونوں کے حکم
میں مماثلت بھی ہوگی۔

۱۰۷۔ المواهب اللدنیة المقصود السابع، الفصل الثاني، في حكم الصلاة عليه والتسليم،
مطبعة دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ۔ ۱۹۹۶م

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ لکھتے ہیں:

لكن ذلك مكروه، أو خلاف أولى، أو محرم (۱۰۸)
یعنی، وہ مکروہ ہے یا خلاف اولیٰ یا حرام۔
اور قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی حنفی لکھتے ہیں:

و يكره في غير الأنبياء لشخص معروف بحيث يصير شعار و لا
سيما إذا ترك في حق مثله أو أفضل منه كما يفعله الرافضة، كذا
قال الحافظ ابن حجر (۱۰۹)

یعنی، اس کا اطلاق غیر انبیاء علیہم السلام میں سے کسی معروف شخص کے
لئے مکروہ ہے اس طرح کہ وہ شعار ہو گیا (یعنی اس کا استعمال انبیاء و
ملائکہ کے لئے ہوتا ہے)، خصوصاً جب اس اطلاق کو ان (حضرت علی
رضی اللہ علیہ) کے مثل یا ان سے افضل (یعنی شیخین کریمین رضی اللہ
عنہما) کے حق میں ترک کر دیا جائے جیسا کہ رافضہ کرتے ہیں، حافظ
ابن حجر نے اسی طرح کہا ہے۔

جمہور کے نزدیک رائج یہی ہوگا کہ مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ ”صلوة“ کا یہی حکم ہے۔
علامہ سلیمان بن عمر شافعی لکھتے ہیں:

و يكرهان على غير الرّسل و الملائكة إلّا تبعاً لأنه صار في
العرف شعاراً لذكر الرّسل ﷺ و لذلك كره أن يقال: محمد
عزّ وجلّ و إن كان عزيزاً جليلاً اهـ۔ كرخي (۱۱۰)

یعنی، ”صلوة“ اور ”سلام“ دونوں غیر رسل و ملائکہ کے لئے کہنا مکروہ

۱۰۸۔ شرح العلامة الزرقانی علی المواهب، المقصد السابع، الفصل الثاني، ۲۳۴/۹،

مطبعة دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶م

۱۰۹۔ تفسیر المظہری، سورة التوبة، الآية ۱۰۳، ۲۶۹/۴

۱۱۰۔ الفتحاح الإلهية سورة (۳۳) الأحزاب، الآية ۵۶، ۲۰۳/۶، مطبعة دار الفكر،

بيروت، ۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۳م

ہے مگر تبعاً (یعنی تبعاً مکروہ نہیں ہیں) کیونکہ یہ دونوں عرف میں رسولوں کے ذکر کے لئے شعار ہو گئے، اسی وجہ سے مکروہ ہے کہ کہا جائے محمد عز وجل اگرچہ حضور عزیز اور جلیل ہیں۔

علامہ محمد طاہر ابن عاشور لکھتے ہیں:

و لم يقصدوا بذلك تحريماً، و لكنه اصطلاح و تمييز لمراتب رجال الدين، كما قصروا الرضى على الأصحاب و أئمة الدين، و قصروا كلمات الإجلال نحو: تبارك و تعالیٰ، و جلّ جلاله، على الخالق دون الأنبياء و الرسل (۱۱۱)

یعنی، انہوں نے اس سے حرام ہونے کا قصد نہیں کیا مگر یہ ایک اصطلاح ہے اور رجال دین کے مراتب کو ممتاز کرنے کے لئے ہے، جیسا کہ انہوں نے ”رضی اللہ عنہ“ کا صحابہ اور ائمہ دین کے لئے مقصود کر دیا، اور (یونہی) تعظیم کے کلمات جیسے ”تبارک و تعالیٰ“، ”جل جلالہ“ خالق تعالیٰ کے لئے مقصود کر دیئے نہ کہ انبیاء اور رسولوں کے لئے۔

لہذا انفراداً غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے ”علیہ السلام“ کہنے کا وہی حکم ہوگا جو ”صلاۃ“ کا حکم ہے اور ”صلاۃ“ کے لئے فقہاء کرام نے لکھا تھا کہ مکروہ تنزیہی ہے۔

اہل بدعت کا اختراع

صلاۃ یا سلام کا غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے استعمال اہل بدعت یعنی روافض کی اختراع ہے اور وہ اپنے اعتقاد کے مطابق اپن ائمہ کو نبی ﷺ کے برابر سمجھتے ہیں، چنانچہ امام ابو الفضل قاضی عیاض ماکی متوفی ۵۴۴ھ نے لکھا اور ان سے علامہ آلوسی بغدادی حنفی نے نقل کیا کہ:

أيضاً فهو أمر لم يكن معروفاً في الصدر الأول كما قال أبو عمران، و إنما أحدثته الرافضة و المتشيعه في بعض الأئمة

فشاركهم عند الذکر لهم بالصلاة و ساوؤهم بالنبي ﷺ في ذلك (۱۱۲)

یعنی، نیز یہ وہ امر ہے جو صدر اول میں معروف نہ تھا جیسا کہ ابو عمران نے فرمایا اور اس طریقہ کی ایجاد رافضہ اور متشیعہ نے بعض ائمہ (اہل بیت) کے لئے کی ہے پس انہوں نے ان کے ذکر کے وقت انہیں ”صلاۃ“ میں شریک کر لیا اور انہوں نے انہیں نبی ﷺ کے برابر کر لیا۔

اور حافظ ابو العباس احمد بن عمر قرطبی (۱۱۳) اور ان سے علامہ محمد اثین ہروی شافعی لکھتے ہیں:

أن أهل البدع قد اتخذوا ذلك شعاراً في الدعاء لأئمتهم و أمرائهم، و لا يجوز التشبه بأهل البدع یعنی، اہل بدعت نے اسے اپنے ائمہ اور امراء کے لئے شعار بنالیا اور اہل بدعت سے مشابہت جائز نہیں ہے۔ اور علامہ عبدالعزیز پرہاروی حنفی لکھتے ہیں:

فإنهم يصلون و يسلمون على أهل البيت (۱۱۵) یعنی، پس روافض اہل بیت پر (إصالة) درود و سلام بھیجتے ہیں۔

اور امام فخر الدین رازی شافعی لکھتے ہیں:

و الشيعة يذكرونه في عليّ و أولاده الخ (۱۱۶)

۱۱۲۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الرابع في حكم الصلاة عليه و التسليم الخ، فصل في اختلاف في الصلاة على غير النبي ﷺ الخ، ص ۲۸۷

۱۱۳۔ المفهم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ، برقم: ۷۳۲۰، ۲/۴۲

۱۱۴۔ شرح صحيح مسلم للهروي، كتاب الصلاة، باب بيان كيفية الصلاة على النبي ﷺ، برقم: ۸۰۱ (۳۶۷) (۲۹) ۱۳۸/۷

۱۱۵۔ التبراس شرح شرح العقائد، ص ۱۱

۱۱۶۔ التفسير الكبير، سورة التوبة الآية ۱۰۳، ۱۶/۱۳۶

یعنی، اور شیعہ ”صلاۃ“ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد کے لئے ذکر کرتے ہیں۔

اہل بدعت کا شعار

بلکہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ غیر نبی و فرشتہ کے لئے ”صلاۃ“ اور ”سلام“ کہنا بدعتوں کا شعار ہے چنانچہ علامہ مصلح الدین بن ابراہیم رومی حنفی اور علامہ عبدالغنی مابلی حنفی لکھتے ہیں کہ لآئہ شعار اهل البدع (۱۱۷)

یعنی، کیونکہ وہ اہل بدعت کا شعار ہے۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

أن ذلك شعار أهل البدع، و لأن ذلك مخصوص قى لسان السلف بالأنبياء عليهم الصلاة والسلام (۱۱۸)

یعنی، بے شک وہ یعنی غیر انبیاء کے لئے ”صلاۃ“ اور ”سلام“ کہنا اہل بدعت کا شعار ہے، اور اس لئے کہ ”صلاۃ“ اور ”سلام“ اسلاف کے ہاں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔

اور علامہ زرقانی لکھتے ہیں:

لأن إفراد علي و قاطمة بذلك صار من شعار أهل البدع (۱۱۹)

یعنی، کیونکہ صرف حضرت علی و قاطمہ رضی اللہ عنہما کو ”علیہ السلام“ یا ”علیہا السلام“ کہنا اہل بدعت کا شعار ہے۔

غیر نبی و ملک کے ”صلاۃ“ یا ”سلام“ کا استعمال جب تک اہل بدعت کا شعار نہ بناتا تھا علماء اسلام نے اس کی شدید مخالفت نہ کی تھی اور جب یہ شعار ہو گیا تو علماء دین نے اس سے منع کرنا شروع کر دیا جیسا کہ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے اسی کی طرف

۱۱۷۔ حاشیہ ابن التیمیہ، سورة الأحزاب، الآية: ۵۶، ۵۷/۱۵ (الحدیقة الندیة ۹/۱)

۱۱۸۔ رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الخشی، مسائل شتی، ۱۰/۵۱۸

۱۱۹۔ شرح العلامة الزرقانی، المقصد الثانی فی حکم الصلاۃ علیہ و التسلیم الخ، ۹/۲۳۴

اشارہ کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

متعارف درمقدمین تسلیم بود بر اہلبیت رسول از ذریت و ازواج مطہرہ و در غلب قدیمہ از مشائخ اہلسنت و جماعت کتابت آں یافتہ مے شود و در متأخرین ترک آں متعارف شدہ (۱۲۰)

یعنی، مقدمین میں اہلبیت رسول یعنی ذریت و ازواج مطہرات پر سلام کہنا متعارف تھا اور مشائخ اہلسنت کی پُرانی غلب میں اس کی کتابت پائی جاتی ہے اور متأخرین میں اس کا ترک متعارف ہے۔

مقدمین میں بھی اس وقت جب یہ عمل شیعہ کا شعار نہ بناتا تھا اور وہ بھی بلا تخصیص، جب یہ شیعہ کا شعار ہو گیا تو متأخرین نے بھی ترک کر دیا اب وہی عمل ہو گا جو متأخرین میں ہو۔ (۱۲۱) اور ہمیں اُن کے شعار سے منع کیا گیا ہے چنانچہ علامہ عبدالغنی مابلی حنفی لکھتے ہیں:

قد نهيننا عن شعارهم (۱۲۲)

یعنی، ہمیں اُن کے شعار سے روکا گیا ہے۔

اور اسی شعار کی وجہ سے فقہاء کرام نے غیر نبی و ملک کے لئے ”صلاۃ“ یا ”سلام“ کے ذکر سے منع کیا ہے، چنانچہ حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد حنفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں:

و إن صلى على غيره على سبيل التبع كقوله: صلى الله على النبي

و آله، فلا كلام فيه و أما إذا أقرد غيره من أهل البيت بالصلاة

فمكروه وهو من شعار الرافض (۱۲۳)

یعنی، اور اگر کسی نے حضور ﷺ کے غیر پر تبعاً ”صلاۃ“ کہی جیسے کہا ”صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ آلِهِ“ تو اس کے جواز میں کلام نہیں، ہاں حضور ﷺ کے اہل بیت میں سے اگر کسی پر بالاستقلال کہی گئی تو مکروہ

۱۲۰۔ أشعة اللمعات شرح مشكاة، ۱/۴۲۴

۱۲۱۔ غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے علیہ السلام، بلا ویسی ج ۱۷

۱۲۲۔ الحدیقة الندیة شرح الطریفة المحمدیة، ۱/۹

۱۲۳۔ مدارك التنزيل، سورة الأحزاب، ۲/۳۱۲

ہوگی کیونکہ یہ شعار ردِ افض ہے۔

اہل بدعت سے مشابہت

اور اہل بدعت ردِ افض کے ساتھ مشابہت ممنوع ہے، چنانچہ امام ابو الفضل قاضی عیاض ماکی لکھتے ہیں:

فإن التشبہ بأهل البدع منہی عنہ (۱۲۴)

یعنی، اہل بدعت سے تشبہ ممنوع ہے۔

اور اہل بدعت سے مراد بد مذہب ہیں چنانچہ علامہ خفاجی لکھتے ہیں:

و المراد بهم أصحاب المذاهب الباطلة (۱۲۵)

یعنی، اور ان سے مراد اصحاب مذہب باطلہ ہیں۔

بد مذہبوں کی مخالفت

جو کام کسی بد عقیدہ فرقہ کی بد عقیدگی کی بنا پر ہوا اس کام میں بد مذہبوں کی مخالفت ضروری ہے چنانچہ قاضی عیاض ماکی لکھتے ہیں کہ

فتحب مخالفتهم فيما التزموه من ذلك (۱۲۶)

یعنی، اہل بدعت (بد مذہب) جس امر کا التزام کریں اُس میں اُن کی

مخالفت واجب ہے۔

اس کے تحت ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں کہ

یعنی، اہل بدعت کا شعار ہے اس لئے مخالفت واجب ہے۔ (۱۲۷)

۱۲۴۔ الخفاء بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الرابع، فصل في الاختلاف الخ،

ص ۲۸۷

۱۲۵۔ نسيم الرياض، القسم الثاني، الباب الرابع، ۹۴/۵

۱۲۶۔ الخفاء بتعريف حقوق سيدنا المصطفى، القسم الثاني، الباب الرابع، فصل في

الاختلاف الخ، ص ۲۸۷

۱۲۷۔ شرح الخفاء القسم الثاني، الباب الرابع، فصل في الاختلاف الخ، ۱۴۹/۲

اور علامہ سید محمود آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

لا يخفى أن كراهة التشبہ بأهل البدع مقرر عندنا، أيضاً لا مطلقاً

بل في المذموم و فيما قصد به التشبہ بهم فلا تغفل (۱۲۸)

یعنی، مخفی نہیں ہے کہ اہل بدعت کے ساتھ تشبہ کی کراہت ہمارے نزدیک مسألم ہے نیز مطلقاً نہیں بلکہ مذموم امور میں اور اُن میں کہ جن میں اُن کے ساتھ مشابہت کا قصد کیا جائے، پس تو غافل نہ ہونا۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

أقول: و كراهة التشبہ بأهل البدع مقرر عندنا، لكن لا مطلقاً بل

في المذموم، و فيما قصد به التشبہ بهم كما قلناه المشرح في

مفسدات الصلاة (۱۲۹)

یعنی، میں کہتا ہوں کہ اہل بدعت کے ساتھ تشبہ کی کراہت ہمارے

زادیک مسألم ہے لیکن مطلقاً نہیں بلکہ مذموم امور میں اور اُن میں کہ جن

میں اُن کے ساتھ تشبہ کا قصد کیا جائے جیسا کہ شارح (علامہ حصکفی)

نے پہلے مفادات نماز کے بیان میں ذکر کیا۔

اور ”شرح فقہ اکبر“ میں ہے:

و في ”الخلاصة“ أيضاً أن في ”الأجناس“ عن أبي حنيفة لا يصلي

على غير الأنبياء و الملائكة و من صلى على غيرها لا على وجه

التبعية فهو غالي من الشيعة التي نسميها الروافض (۱۳۰)

یعنی، ”خلاصہ“ میں ”اجناس“ سے ہے کہ امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ

انبیاء و ملائکہ کے سوا کسی پر ”صلاة“ نہیں کہی جاتی اور جو اُن کے غیر پر

۱۲۸۔ روح المعانی، سورة الأحزاب، الآية: ۵۶، ۲۱-۲۲/۳۵۹

۱۲۹۔ رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۱۰/۵۱۹

۱۳۰۔ بحوالہ شرح فقہ اکبر، ص ۲۰۴

بالاستقلال وہ لوگ ”صلاۃ“ کہتے ہیں وہ غالی شیعہ ہیں جنہیں ہم رد انقض کہتے ہیں۔ (۱۳۱)

آخری بات

غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے افراد ”صلاۃ“ یا ”سلام“ کہنا علماء کرام نے مکروہ تنزیہی لکھا ہے مگر جب اُن کی اس بات کو دیکھا جائے کہ یہ اہل بدعت کا شعار ہے اس لئے اُن کے شعار میں اُن کی مخالفت واجب ہے جیسا کہ قاضی عیاض مالکی اور ملا علی قاری حنفی وغیرہ مانے لکھا تو اس سے اجتناب مؤکد ہو جاتا ہے اگر فقہاء کرام میں سے اگر کسی نے ایسا کیا ہو تو اُن کے استعمال میں اہل بدعت تہمت سے مقصود نہیں ہوتا، نہ ہی اُن سے اس کا گمان کیا جاسکتا ہے مگر اُن کے اس فعل سے عوام الناس کو اس کی ترغیب ملتی ہے۔ اس لئے انہیں چاہئے کہ عوام میں اس کی ترغیب کو روکنے کے لئے تحسن تدبیر سے کام لیں۔

اور پھر فقہاء کرام کا یہ قول کہ اہل بدعت کے ساتھ مشابہت ممنوع ہے اُن کے شعار میں اُن کی مخالفت واجب ہے، اس کا تقاضا کرتی ہے کہ اس فعل سے اشد اجتناب کیا جائے، مگر ہم وہی بات کہیں جو ہمارے اسلاف کے اقوال سے بالاتفاق مستفاد ہوتی ہے کہ غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے بالاستقلال نہ ”صلاۃ“ کہنی چاہئے اور نہ ہی ”سلام“۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ صرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے خاص ہے یا دیگر محدثین کرام، ائمہ مجتہدین، فقہاء کرام اور اولیاء عظام کے لئے بھی کہا اور لکھا جاسکتا ہے کیا کسی محدث یا فقیہ نے کسی غیر صحابی کے لئے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: تابعین یا بعد کے علماء دین کے لئے ”رضی اللہ عنہ“ کہا جائے تو بھی جائز ہے ”رضی اللہ عنہ“ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ خاص نہیں، صحابہ کرام کے غیر تابعین عظام، علماء و صلحاء اُمت کے لئے بھی کہا جاسکتا ہے چنانچہ مفتی جلال الدین امجدی حنفی لکھتے ہیں:

قرآن کریم سے تائید

قرآن کریم سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کا لفظ صحابہ کرام کے ساتھ خاص نہیں ہے، پارہ تیس ”سورۃ البینہ“ میں ہے:

﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ﴾ (۱)

”رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈریں۔“

جیسا کہ ”تفسیر مدارک“ میں ہے ﴿ذَلِكَ﴾ ای الرضا ﴿لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ﴾ (۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ رضا یعنی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کے دل میں

۱۔ البینۃ: ۸/۹۸

۲۔ تفسیر النسخی، سورۃ البینۃ ۳۷۱/۴/۲

رب کی خشیت ہو۔

اور رب کی خشیت علماء ہی کا خاصہ ہے، جیسا کہ امام فخر الدین رازی آیت کریمہ ﴿ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ﴾ کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

”هذه الآية إذا ضم إليها آية أخرى صار المجموع دليلاً على فضل العلم والعلماء، وذلك لأنه تعالى قال: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (۳) قللت هذه الآية على أن العالم يكون صاحب الخشية“ (۴)

یعنی، اس آیت کریمہ کو دوسری آیت سے ملانے پر علم اور علماء کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف اُس کے بندے علماء ہی کو خشیت الہی حاصل ہوتی ہے۔

تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ خشیت الہی علماء کا خاصہ ہے۔

اور ”تفسیر روح البیان“ میں اس آیت کریمہ ﴿ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ﴾ کے تحت ہے:

”ذلك الخشية التي هي من خصائص العلماء بشؤون الله تعالى مناط لجميع الكمالات العلمية والعلمية المستتبعة للسعادات الدينية والدنيوية قال الله تعالى: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (۵)

یعنی، خشیت الہی جو اللہ تعالیٰ کے امور و احوال جاننے والوں کو خاصہ ہے، اسی پر تمام کمالات علمیہ و عملیہ کا دار و مدار ہے کہ جن سے دینی اور دنیوی سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔

خاصہ یہ ہوا کہ ”رضی اللہ عنہم“ و ”رضوا عنہ“ اس کے لئے ہے جسے خشیت الہی

۳۔ فاطر: ۲۸/۳

۴۔ التفسیر الکبیر للرازی، سورۃ البینۃ، الآیۃ ۸، ۲۵۲/۳۲/۱۱

۵۔ فاطر: ۲۸/۳، تفسیر روح البیان، سورۃ (۹۸) البینۃ الآیۃ: ۸، ۵۸۹/۱۰

ہوا اور خشیت الہی خدائے تعالیٰ کے امور و احوال جاننے والوں کے لئے ہے، لہذا ثابت ہوا کہ ”رضی اللہ عنہم“ و ”رضوا عنہ“ خدائے تعالیٰ کے امور و احوال جاننے والوں کے لئے ہے، یعنی جلیل القدر علماء و مشائخ کے لئے (۶) نہ کہ بے عمل علماء کے لئے کہ جب وہ بے عمل ہیں تو ان کو خشیت الہی حاصل نہیں ہے اور جب خشیت الہی نہیں ہے تو وہ صرف نام کے عالم ہیں حقیقت میں عالم نہیں ہیں۔

اور ”تفسیر خازن“ (۷) و ”تفسیر معالم التنزیل“ (۸) میں ہے:

”قال الشعبي: إنما العالم من يخشى الله عز وجل“

یعنی، امام شعبی نے فرمایا کہ عالم صرف وہ شخص ہے جسے خدائے عز و جل کی خشیت حاصل ہو۔

اور اسی میں ہے:

”قال الزبيد بن أونس: من لم يخش الله فليس بعالم“ (۹)

یعنی، امام زبید بن انس نے فرمایا کہ جسے خشیت الہی حاصل نہ ہو وہ عالم نہیں۔

۶۔ اس لئے جلیل القدر علماء و مشائخ کے علاوہ دوسروں کے لئے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کہنے سے اجتناب برتنا چاہئے اور خصوصاً ایسے لوگوں کے لئے ہرگز ہرگز اس کا استعمال ممنوع اور اشد ممنوع حرام ہوگا کہ جو بد مذہب و بد عقیدہ تھے اور ان کی بد عقیدگی حد کف کو پہنچی ہوئی تھی اور علماء عرب و عجم نے ان کی عبارات کے کفریہ ہونے پر اتفاق کیا تھا، ایسے لوگ اگر ان کی بد عقیدگی پر مطلع ہو کر ان کے لئے ”رضی“ یا ”رحم“ کے کلمات کہیں گے تو کہنے والوں کا اپنا ایمان چلا جائے گا پھر اگر وہ شادی شدہ ہیں تو نکاح بھی اور اگر کسی جامع شرائط سے بیعت ہوں گی تو بیعت بھی اور ان پر توبہ کے بعد تجدید ایمان سے مہر کے ساتھ تجدید نکاح و تجدید بیعت لازم ہوں گے، میں نے یہ اس لئے لکھا کہ ابھی یہ تحریر مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ”دارالافتاء“ میں میرے پاس پنجاب سے ایک استفتاء آیا جس میں اس طرح کے کلمات مذکور تھے۔

۷۔ تفسیر خازن، سورۃ فاطر، الآیۃ: ۲۸، ۵۶/۳

۸۔ تفسیر البغوی، سورۃ فاطر، الآیۃ: ۲۸، ۹۶/۳

۹۔ تفسیر خازن، سورۃ فاطر، الآیۃ: ۲۸، ۵۶/۳، اور اسی میں ہے کہ قال مقاتل: أشد الناس خشيّة لله أعلمهم به (۵۶/۳) ”یعنی حضرت مقاتل نے فرمایا کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی اشد خشیت رکھنے والے وہ ہیں جو اس کی زیادہ معرفت رکھنے والے ہیں“

ثابت ہوا کہ ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ صرف باعمل علماء و مشائخ کے لئے ہے۔ مگر یہ لفظ چونکہ محرف میں بڑا موقر ہے یہاں تک کہ بہت سے لوگ اسے صحابہ کرام ہی کے لئے خاص سمجھتے ہیں، لہذا اسے ہر ایک کے لئے نہ استعمال کیا جائے بلکہ اسے بڑے بڑے علماء و مشائخ ہی کے لئے استعمال کیا جائے، جیسے کہ ہمارے بزرگوں نے کیا ہے۔ ملخصاً (۱۰)

بعض لوگوں کے قول کی حیثیت

اور بعض کا کہنا یہ ہے کہ غیر صحابہ کے لئے صرف ”رحمۃ اللہ علیہ“ کہا جائے لیکن صحیح یہی ہے کہ اُن کے لئے بھی ”رضی اللہ عنہ“ کہا جاسکتا ہے چنانچہ امام ابو زکریا سبکی بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

وأما ما قال بعض العلماء: إن قوله: ”رضی اللہ عنہ“ مخصوص بالصحابیة، ويقال فی غیرہم: ”رحمة اللہ“ فقط، فلیس كما قال: ولا یوافق علیہ، (۱۱)

یعنی، اگرچہ بعض علماء نے کہا کہ یہ قول کہ ”رضی اللہ عنہ“ صحابہ کرام کے ساتھ خاص ہے اور اُن کے غیر کے لئے فقط ”رحمۃ اللہ علیہ“ کہا جائے، ایسے نہیں ہے جیسے اس قائل نے کہا اور اس قول پر موافقت نہیں کی گئی۔ علامہ سید محمد ابوالسعود شرنبلالی حنفی لکھتے ہیں:

قال بعضهم: لا يجوز بل الرضى مخصوص بالصحابیة، ويقال لغيرهم ”رحمة اللہ“ فقط وقال النووی: الصّحیح وعلیہ الجمهور استحبایہ (۱۲)

یعنی، اُن کے بعض نے کہا کہ (غیر صحابہ کے لئے) جائز نہیں ہے بلکہ

۱۰۔ فتاویٰ فیض الرسول، کتاب الحظر والإباحة، ۲/۴۹۴، ۴۹۵

۱۱۔ کتاب الأذکار، کتاب الصلاة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب الصلاة علی غیر الأنبياء فصل: يستحب الرضى الخ ص ۱۵۴، مطبعة دار البیان، دمشق

۱۲۔ فتح المعین کتاب الخش، مسائل شتی، ۳/۵۶۲، مطبعة مكتبة المعائن لدرع العلوم، کرمة

”رضی اللہ عنہ“ صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص ہے اور اُن کے غیر کے لئے فقط ”رحمۃ اللہ علیہ“ کہا جائے اور امام نووی فرماتے ہیں صحیح یہی ہے کہ جس پر جمہور علماء کرام ہیں وہ یہ کہ ایسا کرنا مستحب ہے۔ (یعنی یہ ترتیب مستحب ہے)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی کے استاد علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی لکھتے ہیں:

ويقال لغيرهم: رحمه الله فقط، وقال النووی هذا غير صحيح بل الصّحیح الذى علیہ الجمهور استحبایہ (۱۳)

یعنی، اُن کے غیر کے لئے فقط ”رحمۃ اللہ علیہ“ کہا جائے تو امام نووی نے فرمایا یہ قول صحیح نہیں ہے، بلکہ صحیح وہی ہے کہ جس پر جمہور علماء ہیں وہ یہ کہ یہ (ترتیب) مستحب ہے۔

مستحب ترتیب

علماء کرام نے اسے مستحب قرار دیا ہے کہ صحابہ کرام کے لئے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ اور اُن کے غیر علماء و صلحاء کے لئے ”رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ“ کہا جائے، چنانچہ علامہ محمد بن عبد اللہ بن احمد غزالی ترمذی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ، (۱۴) علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ (۱۵) اور علامہ شامی کے استاد علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (۱۶) لکھتے ہیں:

ويستحب التّرضى للصّحابیة والتّرحم للتّابعین ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخیار

یعنی، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ اور تابعین

۱۳۔ الحلیفة النّديّة شرح الطّريقة المحمّديّة ۹/۱

۱۴۔ تنوير الألبصار مع شرحه كتاب الخش، مسائل شتی ص ۷۵۹، مطبعة دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولى ۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۲م

۱۵۔ التّرمذی المختار، ص ۷۹۹

۱۶۔ الحلیفة النّديّة شرح الطّريقة المحمّديّة ۹/۱

عظام اور ان کے بعد کے علماء، عباد اور تمام اخیار کے لئے ”رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ“ کہنا مستحب ہے۔
علامہ محمد ابوالسعود حنفی لکھتے ہیں:

وقال فی ”شرح المقدمة“ للقرماني: يستحب التّرضی للصّحابة والتّرحم للتّابعين ولَمَن بعد من العلماء والعباد وسائر الأخیار (۱۷)
یعنی ”شرح المقدمة للقرماني“ میں فرمایا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ تابعین اور ان کے بعد والے علماء عباد اور تمام اخیار کے لئے ”رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ“ کہنا مستحب ہے۔

اور علماء کرام نے اس کے استحباب کی وجہ بیان کی ہے، چنانچہ علامہ ابوالسعود حنفی لکھتے ہیں:

والأولی أن يدعو للصّحابة بالتّرضی، لأنهم كانوا یبالغون فی طلب الرّضی من اللّٰه، ویبالغون فی فعل ما یرضیہ، یرضون بما لحقهم من الابتلاء من جهة أشدّ الرّضی، وللتّابعین بالرحمة ولَمَن بعدهم بالمعفرة (۱۸)

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ اور علامہ عثمان بن علی زلیعی حنفی متوفی ۱۲۳۳ھ، علامہ محمد بن حسین بن علی طوری قادری حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ لکھتے ہیں:

ثم الأولى أن يدعو للصّحابة بالرّضا فیقول: ”رضی اللّٰه عنہ“ لأنهم كانوا یبالغون فی طلب الرّضا من اللّٰه تعالیٰ، ویجتهدون فی فعل ما یرضیہ، یرضون بما یلحقهم من الابتلاء من جهة أشدّ الرّضا، فہؤلاء أحقّ بالرّضا، وغیرہم لا یلحق أدناہم، ولو أنفق میل الأرض ذهباً، وللتّابعین بالرّحمة فیقول: ”رحمہم اللّٰه“ ولَمَن بعدهم بالمعفرة والتّجاوز عنهم لکثرة ذنوبہم، ولقلّة

۱۷۔ فتح المعین، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۵۶۲/۳

۱۸۔ فتح المعین، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۵۶۲/۳

اهتمامہم بالأُمور الدّینیّة واللفظ للزیلعی (۱۹)

یعنی، پھر اولیٰ یہ ہے کہ صحابہ کرام کے لئے ”رضی“ کے ساتھ دعا کرے پس کہے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہم“ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب میں مبالغہ کیا کرتے تھے اور ہر اُس کام کے کرنے میں مبالغہ کرتے تھے کہ جس سے وہ باری تعالیٰ اُن سے راضی ہو جائے اور وہ اللہ عزوجل کی جناب سے لاحق ہونے والی آزمائش پر اللہ کی رضا کے ساتھ راضی ہو جائے، تو وہ ”رضی اللہ عنہ“ (کہے جانے) کے زیادہ حقدار ہیں اور اُن سے کم درجہ والا اُن کے ساتھ لاحق نہیں کیا جائے گا اگرچہ زمین بھر سونا خیرات کر دے اور تابعین کے لئے ”رحمت“ کے ساتھ دعا کرے اور جو اُن کے بعد ہوئے اُن کے لئے کثرتِ ذنوب اور اُمورِ دینیہ میں قلیّتِ اہتمام کی بنا پر اُن کے لئے مغفرت و تجاوز کی دعا کی جائے۔

اور اس ترتیب کے استحباب پر دلائل کثیر ہیں چنانچہ امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

دلالتہ اکثر من أن تحصر (۲۰)

یعنی، اس کے دلائل شمار سے باہر ہیں۔

اس ترتیب کا عکس

اور علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس ترتیب کا عکس بھی جائز ہے چنانچہ علامہ ترمذی لکھتے ہیں:

وکذا یجوز عکسہ علی الرّاجح (۲۱)

۱۹۔ تبیین الحقائق، کتاب الختنی، مسائل شتی، ۳۶۱/۲، مطبعة دار الکتاب العلمیہ بیروت، الطبعة

الاولیٰ ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰م، تکملة البحار الرائق، کتاب الختنی مسائل شتی، ۴۶۸/۷

۲۰۔ کتاب الأذکار ص ۱۵۴

أیضاً الحدیقة النّدیة شرح الطّریفة المحمّدیة ۹/۱

أیضاً فتح المعین علی شرح الکتر لملاً مسکین، ۵۶۲/۳

۲۱۔ تنویر الأبصار مع شرحہ، کتاب الختنی، مسائل شتی، ص ۷۵۹

یعنی، اسی طرح رائج قول کے مطابق اس کا عکس (یعنی اُلٹ) جائز ہے۔

اور اس کے تحت علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں کہ:

الترحم للصحابۃ، والترضى للتابعین، ومن بعدهم (۲۲)

یعنی، عکس یہ ہے کہ صحابہ کرام کے لئے ترحم (یعنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور تابعین اور اُن کے بعد والوں کے (علماء و صلحاء) لئے رضی (یعنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہنا۔

اور لکھتے ہیں کہ:

قوله: ”على الرَّاحِج“ ذكره القرماني (۲۳)

یعنی، علامہ ترمذی کا قول کہ ”رائج قول کے مطابق“ اسے علامہ قزمانی نے ذکر کیا ہے۔

یہی قول رائج ہے کہ مذکورہ بالا ترتیب کا اُلٹ بھی جائز ہے اور علماء کرام لکھتے ہیں کہ ترحم، ورضی کا استعمال بلا تخصیص جائز ہے۔ چنانچہ حافظ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد ابن عبد البر قرطبی متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

والذى اختلوا في هذا الباب أن يقال: اللهم ارحم قلاتنا

واغفرله، ورجم الله قلاتنا، غفرله، ورضى عنه ونحو هذا من

الدعاء له والترحم عليه (۲۴)

یعنی، وہ جسے علماء کرام نے اس باب میں اختیار کیا وہ یہ ہے کہ کہا جائے۔ اللهم ارحم قلاتنا، اللهم اغفرله، رجم الله قلاتنا، غفر الله له، رضى الله عنه، اور اسی کی مثل اُس کے لئے دعا اور اُس پر ترحم۔

۲۲۔ الذر المختل، کتاب الختنی، مسائل فتی ص ۷۵۹

۲۳۔ الذر المختل شرح تنویر الأیصار، ص ۷۵۹

۲۴۔ الإستذکار، کتاب قصر الصلاة في السفر، باب ما جاء في الصلاة على النبي ﷺ

۳۶۸/۲، ۳۲۴، مطبعة دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

اور امام ابو الفضل قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں اور اُن سے علامہ سید محمود آلوسی بغدادی حنفی نقل کرتے ہیں کہ:

ويذكر من سواهم من الأئمة وغيرهم بالغفران والرضى كما قال

الله تعالى: ﴿يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا

بِالْإِيمَانِ﴾ (۲۵) وقال تعالى: ﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ﴾ (۲۶)

یعنی، ان کے سوا اور ائمہ وغیرہم کے ساتھ ”غفر“ اور ”رضی“ کا لفظ ذکر کیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے“ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے اللہ اُن سے راضی“۔

اور دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

و يخص غيرهم من المؤمنين بالدعاء بالرضا والمغفرة، والرحمة

، وكذا ذكرهم الله تعالى، فقال: ﴿وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا

عَنْهُ﴾ (۲۷) ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (۲۸) ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ

لِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ (۲۹) ﴿وَ اغْفِرْ لَنَا وَ

ارْحَمْنَا﴾ (۳۰) و ﴿وَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا﴾ (۳۱) و لأن

۲۵۔ الحشر: ۱۰/۵۹

۲۶۔ التوبة: ۱۰/۹، الشفاء بتعريف حقوق سيدنا المصطفى ﷺ، القسم الثاني، الباب

الرابع في حكم الصلاة، فصل في الاختلاف، ص ۲۸۷

۲۷۔ المائدة: ۱۱۹/۵ و التوبة: ۱۰/۹

۲۸۔ الفتح: ۱۸/۴۸

۲۹۔ الحشر: ۱۰/۵۹

۳۰۔ البقرة: ۲۸۶/۲

۳۱۔ المؤمن: ۷/۴۰

مثل هذا هو المعروف من عمل الصحابة و الصلوة الأول (۳۲)
یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے غیر مؤمنین کو، رضا، مغفرت اور رحمت
کی دعا سے خاص کیا جائے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں ذکر فرمایا،
پس فرمایا: ”اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی“۔ ”اللہ راضی ہو
ایمان والوں سے“۔ ”اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے
بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے“۔ ”ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم
کر“۔ ”اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں“

اس لئے بعض علماء نے رضی، ترجمہ دونوں کے بلا تخصیص استعمال کو صحابہ غیر صحابہ سب
کے لئے مستحب قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

يستحب الترضى والترحم على الصحابة والتابعين فمن بعدهم
من العلماء وسائر الأحياء فيقال: رضى الله عنه، أو رحمه الله،
ونحو ذلك (۳۳)

یعنی ”ترضی“ (یعنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا) اور ترجمہ (یعنی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ کہنا) صحابہ، تابعین اور جو اُن کے بعد علماء اور تمام اخیار میں سے
ہوئے سب کے لئے مستحب ہے۔

محدثین و فقہاء و علماء کا عمل

اور جب محدثین کرام، فقہاء کرام اور علماء عظام کی کتب کو دیکھا جائے تو اُن کی
عبارت میں بکثرت ملے گا کہ انہوں نے غیر صحابہ کے لئے ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے اُن

۳۲۔ إكمال المعلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد برقم: ۷۰
(۴۰۸) ۳۰۵/۲

۳۳۔ كتاب الأذکار، كتاب الصلاة على رسول الله ﷺ باب الصلاة على غير الأنبياء الخ،
فصل: يستحب الترضى الخ، ص ۱۵۴

میں سے چند فقہاء و محدثین اور اُن کی کتب کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جن میں انہوں نے غیر صحابہ کو
”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے۔

امام الحدیثین امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے اپنی ”صحیح“ میں حضرت اویس
قرنی کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے۔ (۳۴)

اور محدث کبیر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری نے اپنی مشہور کتاب ”مشع
اللمعات“ میں حضرت اویس قرنی کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے۔ (۳۵) اور حضرت اویس
قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی نہیں ہیں مگر ایسے تابعی ہیں کہ جن کی ملاقات بہت سے بڑے
بڑے جلیل القدر صحابہ سے ہوئی ہے۔ اور نبی ﷺ نے آپ کو ”خیر التابعین“ فرمایا ہے کہ ”صحیح
مسلم“ (۳۶) میں ہے۔

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صحابی نہیں ہیں اور ایسے تابعی (۳۷)

۳۴۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة باب فضائل أويس القرني رضى الله عنه،
برقم: ۱۰۱/۵۵، ص ۱۲۲۸

۳۵۔ أشعة اللمعات، كتاب الفتن، باب ذكر الزمام وذكر أويس القرني، الفصل الأول، ۷۴۳/۴

۳۶۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أويس القرني، برقم: ۶۵۸۳/۲۲۴۔
(۲۵۴۲)، ص ۱۲۲۸

۳۷۔ جن لوگوں نے امام ابو حنیفہ کی صحابہ سے روایت کا انکار کیا اور ان صحابہ سے ملاقات کا بھی انکار کیا کہ جن سے
ملاقات ثابت ہے وہ بھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات کو مانتے ہیں اور حافظ ابوالدین عراقی
سے امام ابو حنیفہ کے تابعی ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے حضرت انس رضی
اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور تابعی ہونے کے لئے صحابی کی زیارت کا شرف حاصل کر لیتا ہی کافی ہے (تبیض
الصحيفة، ذکر من أذكره من الصحابة رضى الله عنهم، ص ۲۴، ۲۵) اور ملا علی قاری نے
بھی حافظ ابوالدین عراقی کے قول کو نقل کیا ہے اور فرمایا کہ حافظ عراقی نے حدیث شریف طبریٰ ابن ربیع الخ
سے استدلال کیا (شرح شرح نخبہ الفکر، التابعی، ص ۱۸۵) اور جسے صحابی کی زیارت کا شرف
حاصل ہو جائے وہ تابعی کیسے نہیں ہو سکتا حالانکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے ”بے شک خیر التابعین وہ شخص ہے جسے
اویس کہا جائے گا اور ان کی والدہ (حیات) ہوں گی“۔ الحدیث (رواہ مسلم فی فضائل الصحابة،
باب من فضائل أويس القرني رضى الله عنه، برقم: ۲۲۳/۶۵۸۲، ۲۵۴۲)،
ص ۱۲۲۸) تو حضور ﷺ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو خیر التابعین قرار دیا حالانکہ صحابہ کرام کی

ہیں جن کی ملاقات صرف چند صحابہ سے ہوئی ہے (۳۸) اُن کو خاتم المسکتین حضرت علامہ سید محمد امین ابن عابد شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ نے ”رد المحتار“ میں ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے (۳۹) اور علامہ شامی نے اپنی اسی کتاب کی اسی جلد میں حضرت امام شافعی (۴۰) کو ”رضی اللہ تعالیٰ

نزارت کے علاوہ کوئی شے آپ سے معروف نہیں یعنی کسی صحابی سے آپ کی کوئی روایت معروف نہیں ہے، صرف صحابی کی زیارت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے بہت بڑا فضل ہے اگرچہ وہ صحابی سے کچھ نہ سنے کیونکہ امام طبرانی نے روایت کر حضور ﷺ نے فرمایا: ”طَوَّلِي لِمَنْ رَأَى رَأَى لِمَنْ رَأَى مِنْ رَأَى“ الحدیث (معجم الزوائد کتاب المناقب، باب فیمن رآی النبی ﷺ رآهم برقم: ۱۶۴۱۷، ۵۵۱/۹) یعنی، خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے اُسے دیکھا جسے میں نے دیکھا۔ اور امام نووی شافعی نے تابعی کی تعریف میں فرمایا کہ ”کہا گیا کہ تابعی وہ ہے کہ جسے صحابی کی صحبت حاصل ہو اور کہا گیا کہ تابعی وہ ہے کہ جسے صحابی کی ملاقات کا شرف حاصل ہو اور یہی قول اظہر ہے۔ (تقریب النووي مع شرحہ، النوع الأربعون، ۲۰۶/۲) اور حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ نے اپنی مشہور کتاب ”شرح نوح الفکر“ میں اسی قول کو تواتر قرار دیا کہ ”کسی شخص کے تابعی ہونے کے لئے صحابی کی رویت (زیارت) کافی ہے۔ (شرح نوح الفکر، التابعی، ص ۱۰۲) اور امام سیوطی لکھتے ہیں قال العراقي: و عليه عمل أكثر أهل الحديث (تدريب الراوی، النوع الأربعون، ۲۰۶/۲)

۳۸۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں کہ امام ابو معمر عبد اکرم بن عبد الصمد طبری مرقی شافعی نے امام ابو حنیفہؒ نے جن صحابہ سے حدیث روایت کی اُن کے بیان میں ایک جز خالیف فرمایا اور اس میں ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے سات سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور وہ (۱) انس بن مالک (۲) عبد اللہ بن جز، زبیدی، (۳) جابر بن عبد اللہ، (۴) معقل بن یسار، (۵) وائل بن اقیق، (۶) عائشہ بن جبر و رضی اللہ عنہم (تبییض الصحیفہ، ذکر من أدرکہ من الصحابة رضی اللہ عنہم، ص ۲۲، ۲۳) یہاں پر سات کا ذکر کیا اور چھ کے سامعین کے مجھے اور امام سیوطی نے نے عبد اللہ بن ابی اوفی اور عبد اللہ بن انیس کا بھی ذکر کیا ہے۔ (ص ۲۴)

۳۹۔ مفتی جلال الدین امجدی نے اپنے فتاویٰ میں ”رد المحتار“ مطبوعہ، دیوبند کے حوالے سے لکھا کہ علامہ شامی نے امام اعظم کو صرف پہلی جلد (ص ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸) میں کل چھ جگہ ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول، کتاب الحظر والإباحة ۴۹۲/۲)

۴۰۔ رد المحتار علی الدر المختار، المقدمة مطلب: يجوز تقليد المفضول الخ، ۱۳۶، ۱۳۵/۱

عنہ“ لکھا ہے اور حضرت سہل بن عبد اللہ تستری کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے، (۴۱) حالانکہ یہ دونوں بزرگ تابعی بھی نہ تھے کہ امام شافعی کی پیدائش ۵۵ھ میں ہوئی اور انتقال ۲۰۴ھ میں ہوا۔ اور حضرت تستری کا انتقال ۲۸۳ھ میں ہوا۔

اور علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ نے اپنی مشہور کتاب ”در مختار“ میں حضرت امام ابو حنیفہ (۲) اور امام شافعی (۳) کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا اور حضرت عبد اللہ بن مبارک (۴) کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا اور حضرت عبد اللہ بن مبارک تابعی نہ تھے کہ ان میں سے صرف امام ابو حنیفہ تابعی تھے، باقی دونوں تابعی بھی نہ تھے اور عبد اللہ بن مبارک کی پیدائش ۱۸۱ھ میں ہوئی۔

اور حضرت علامہ امام فخر الدین رازی نے ”تفسیر کبیر“ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے (۴۵)

شارح صحیح بخاری شیخ الاسلام علامہ بدر الدین عینی حنفی نے ”صحیح بخاری“ کی شرح ”عمدة القاری“ میں امام اعظم امام ابو حنیفہ کو (۴۶) اور امام شافعی کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے (۴۷)

اور سید العلماء سید احمد بن محمد طحاوی حنفی متوفی ۲۳۱ھ نے اپنی مشہور تصنیف ”حاشیہ طحاوی علی مرقا الفلاح“ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے۔ (۴۸)

- ۴۱۔ رد المحتار، المقدمة مطلب، يجوز تقليد المفضول الخ ۱۳۱/۱، مطبعة دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م
- ۴۲۔ الدر المختار شرح تنوير الأبصار، مقدمة ص ۱۴
- ۴۳۔ الدر المختار شرح تنوير الأبصار، مقدمة، ص ۱۵
- ۴۴۔ الدر المختار شرح تنوير الأبصار، مقدمة ص ۱۴
- ۴۵۔ التفسير الكبير للرازي، ۳۸۲/۶
- ۴۶۔ عمدة القاری، مقدمہ باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ، بیان اللغة، تحت قوله: ”وقول الله تعالى“ ۱۵/۱
- ۴۷۔ عمدة القاری، مقدمہ، باب کیف کان بدء الوحی الخ، بیان نوع الحدیث ص ۲۲/۱
- ۴۸۔ حاشیہ الطحاوی علی مرقا الفلاح، خطبة الكتاب ص ۱۷، مطبوعة دار الكتب العلمية، بيروت۔ أيضاً ص ۱۱، مطبوعة: قسطنطينية و قديمی کتب خانہ کراتچی

اور امام غزالی نے ”احیاء العلوم“ حضرت امام شافعی (۱۵۰ھ) کو، امام ابو حنیفہ کو اور امام مالک بن دینار کو (۱۵۰ھ) ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے۔
امام محمد المہدی بن احمد قاسی نے ”مطالع المسرات“ میں امام مالک کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے (۱۵۱ھ)

اور شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ ”فتح الباری“ (۱۵۲ھ) میں امام بخاری کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا جن کی پیدائش ۱۹۲ھ میں ہوئی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسی کتاب میں حضرت امام شافعی کو بھی ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا۔ (۱۵۳ھ)

امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ نے ”تہذیب الصغیر“ میں امام ابو حنیفہ کو ”رضی اللہ عنہ“ لکھا (۱۵۴ھ) اور اسی کتاب میں امام شافعی (۱۵۵ھ) کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے۔

اور شارح صحیح مسلم امام ابو ذریا محی الدین یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ نے ”شرح صحیح مسلم“ کے مقدمہ میں حضرت امام مسلم کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا (۱۵۶ھ) اور امام ابو

۴۹۔ احیاء علوم الدین، کتاب ترتیب الآواراد الخ، الباب الأول فی فضیلة الآواراد، بیان أعدد الآواراد الخ، ۱۷/۲، و بیان اختلاف الآواراد الخ، ۲۹/۲، و الباب الثاني فی الأسباب المیسرة الخ، ۳۷/۲

۵۰۔ احیاء علوم الدین، کتاب ترتیب الآواراد الخ، الباب الثاني فی الأسباب المیسرة الخ، فضیلة قیام اللیل، ۳۷/۲

۵۱۔ مطالع المسرات بحلاء دلائل الخیرات، ص ۱۱، مکتبہ ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة الثانية ۱۳۷۷ھ۔ ۱۹۵۸م

۵۲۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ھدی الشاری مقدمہ فتح الباری، الفصل الأول، ۷/۱

۵۳۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ھدی الشاری مقدمہ فتح الباری، الفصل الثاني، ۱۵/۱۔ و طبع السلفية، ۶/۱

۵۴۔ تبیيض الصحیفة ص ۱۷، مطبعة ادارة القرآن دارالعلوم الإسلامية الطبعة الثانية ۱۴۱۸ھ

۵۵۔ تبیيض الصحیفة سنة ولادة أبي حنيفة الخ، ص ۱۲۵

۵۶۔ شرح صحیح مسلم، مقدمہ الإمام النووی، فصل فی بیان اسناد الخ، ۱۴/۱، ۱۸ و فصل، ۱۹/۱/۱

عبد اللہ محمد بن الفضل الراوی کو (۱۵۷ھ)، اسی طرح حافظ ابو القاسم دمشقی المعروف بابن عسا کر کو (۱۵۸ھ) اور امام ابو عمرو بن الصلاح کو (۱۵۹ھ) میں ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے، جن کی ولادت ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ اور ”کتاب الاذکار“ میں حضرت ابو علی فضیل بن عیاض کو (۱۶۰ھ) اور حضرت ابو محمد سہل بن عبد اللہ ستری کو، حضرت ابو علی دقاق کو (۱۶۱ھ) اور حضرت شیخ ابوبکر احمد بن محمد کو (۱۶۲ھ) اور امام بخاری اور امام مسلم کو (۱۶۳ھ) ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا جن میں سے کوئی بھی صحابی نہیں ہے، اور محمد شاکر حضرت شیخ عبدالحق دہلوی بخاری نے ”أشعة اللامعات“ میں حضرت امام شافعی کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے (۱۶۴ھ) اور اسی کتاب کی اسی جلد میں حضرت شیخ شافعی نے امام بخاری کو بھی ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے۔ (۱۶۵ھ)

اور حدیث کی مشہور کتاب ”مشکاة المصابیح“ کے مصنف حضرت شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں صاحب مصابیح حضرت علامہ ابو محمد حسین بن مسعود فراغی کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا (۱۶۶ھ) جو حج تابعی بھی نہ تھے کہ اُن کا انتقال چھٹی صدی ہجری میں ہوا ہے۔

اور حضرت علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری نے اپنی مشہور تصنیف ”نسیم الریاض“ میں حضرت علامہ قاضی عیاض کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے (۱۶۷ھ) اور یہ بھی حج تابعی نہ تھے

۵۷۔ شرح صحیح مسلم للنووی، مقدمة الإمام النووی، فصل فی بیان اسناد الخ، ۱۵/۱

۵۸۔ شرح صحیح مسلم، مقدمة الإمام النووی، فصل فی بیان اسناد الخ، ۱۵/۱

۵۹۔ شرح صحیح مسلم للنووی، مقدمة الإمام النووی، فصل فی بیان اسناد الخ، ۱۹/۱

۶۰۔ کتاب الأذکار للنووی، ص ۲۴، مطبوعة دارالبیان، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

۶۱۔ کتاب الأذکار للنووی، ص ۲۵

۶۲۔ کتاب الأذکار للنووی، ص ۳۲

۶۳۔ کتاب الأذکار للنووی، ص ۳۴

۶۴۔ أشعة اللامعات مقدمہ در احوال محدثین، ۱۶/۱۰

۶۵۔ أشعة اللامعات، مقدمہ در احوال محدثین، ۹/۱

۶۶۔ مشکاة المصابیح، مقدمة المؤلف، ۲۰/۲-۱

۶۷۔ نسیم الریاض، مقدمة کتاب الشفاء، ۱۶/۱

چھٹی صدی ہجری کے عالم تھے کہ اُن کا انتقال ۵۴۴ھ میں ہوا۔

اور سید محققین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری نے ”مشکوٰۃ المفاتیح“ میں اور ”اخبار الاخیار“ میں کُل چند مقامات پر حضور غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے (۶۸) جن کی ولادت ۴۷۰ھ اور بقول بعض ۴۷۲ھ میں ہوئی۔

اور امام الحدیث ملا علی قاری نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ کی شرح ”مرقاۃ المفاتیح“ میں حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت لیث بن سعد، حضرت امام مالک بن انس، حضرت داؤد طائی، حضرت ابراہیم بن ادہم اور حضرت فضیل بن عیاض وغیرہم کو ”رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین“ لکھا ہے، (۶۹) حالانکہ اُن میں سے کوئی صحابی نہیں ہے۔

اور عارف باللہ شیخ احمد صاوی ماکلی نے اپنی ”تفسیر“ میں حضرت علامہ شیخ سلیمان جمل، علامہ شیخ احمد درودی، علامہ شیخ امیر، علامہ شمس الدین محمد بن سالم خضاروی امام ابوالحسن شیخ علی صیدی ندوی، علامہ محمد بن بدیری و میاطی، علامہ نور الدین علی شبراہمسی، علامہ حلبی صاحب السیرۃ، علامہ علی التہوری، علامہ برہان عظمی، علامہ شمس الدین محمد عظمی، علامہ امام زبیدی، علامہ شیخ ربلی، شیخ الاسلام زکریا انصاری، علامہ جلال الدین محلی اور علامہ جلال الدین سیوطی ان تمام علماء کو ”رضی اللہ عنہم“ لکھا ہے (۷۰) جن میں سے کوئی صحابی نہیں۔

اور حضرت علامہ ابوالحسن نورالملک والدین علی بن یوسف شطونی نے اپنی مشہور تصنیف ”ہیجۃ الاسرار“ میں غیر صحابہ کو بے شمار مقامات پر ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ لکھا ہے اور ”ہدایہ“ میں صاحب ہدایہ کو اُن کے شاگرد نے کئی مقام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہے۔ (۷۱)

۶۸۔ اخبار الاخیار، ص ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۹، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر ایسے صحابہ کا ذکر ہو کہ جن کے والد بھی صحابی رسول تو اُن کے نام کو جب والد کے نام کے ساتھ یعنی صحابی بن صحابی لکھا جائے جیسے عبد اللہ بن عمر یا صرف ابن عمر لکھا جائے تو اُن کے رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا کافی ہوگا یا رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھنا ہوگا۔

باسمہ تعالیٰ وتقّوس الجواب: صورتِ مسئلہ میں جب صحابی بن صحابی مذکور ہو یا صرف ابن صحابی ہو دونوں صورتوں میں اُن کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھنا چاہئے تاکہ ”مُرضی“ دونوں کو شامل ہو جائے۔ چنانچہ امام ابو ذر کریم بن شرف نووی متوفی ۹۷۶ھ لکھتے ہیں:

قَالَ كَانَ الْمَذْكُورُ صَحَابِيًّا ابْنُ صَحَابِيٍّ قَالَ: ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَكَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ جَعْفَرٍ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَنَحْوُهُمْ، لِيُشْمَلَهُ وَأَبَاهُ جَمِيعاً (۱)

یعنی، میں اگر مذکور صحابی ابن صحابی ہو، کہے ابن عمر رضی اللہ عنہما، اور اسی طرح ابن عباس، ابن الزبیر، ابن جعفر، اور اسامہ بن زید اور ان کی مثل (کو رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا جائے) تاکہ رضی اللہ عنہ کہنا انہیں اور اُن کے والد سب کو شامل ہو جائے۔

وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

۱۔ الاذکار، کتاب الصلوٰۃ علی رسول اللہ تعالیٰ، باب الصلاة علی غیر الانبیاء الخ، فصل يستحب الترضی الخ ص ۱۵۲، مطبعة مکتبه دارالبیان، دمشق الطبعة الثالثة ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم کے نام کے ساتھ کیا استعمال کیا جائے رضی اللہ عنہا یا علیہا السلام اسی طرح وازواج انبیاء علیہم السلام کہ جن کا اہل ایمان ہونا معلوم ہے اُن کے نام کے ساتھ کیا استعمال کیا جائے، اسی طرح حضرت لقمان اور حضرت ذوالقرنین کے بارے میں کہ وہ نبی تھے یا نہیں اور اُن کے نام کے ساتھ کیا استعمال کیا جائے؟

باسمہ تعالیٰ وتقّوس الجواب: علماء کرام نے لکھا ہے راجح قول یہ ہے کہ حضرت لقمان اور ذوالقرنین نبی نہیں تھے اسی طرح حضرت مریم کے بارے میں بھی علماء کرام کا یہی قول ہے۔ جن کے نبی ہونے میں اختلاف ہے اُن کے بارے میں راجح قول یہی ہے کہ اُن کے اسماء کے ساتھ ”رضی اللہ عنہ“ استعمال کیا جائے، چنانچہ امام ابو ذر کریم بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

قَالَ قِيلَ: إِذَا ذُكِرَ لِقْمَانُ وَمَرْيَمُ هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِمَا كَالْأَنْبِيَاءِ أَمْ يَتَرْضَى كَالصَّحَابَةِ وَالْأَوْلِيَاءِ أَمْ يَقُولُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالِحَرَاب: أَنَّ الْجَمَاهِيرَ مِنَ الْعُلَمَاءِ عَلَى أَنَّهُمَا لَيْسَا نَبِيَّيْنِ، وَقَدْ شُدَّ مِنْ قَالِ: نَبِيَّانِ وَلَا التَّفَاتِ إِلَيْهِ، وَلَا تَعْرِيجَ عَلَيْهِ، وَقَدْ أَوْضَحْتُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ ”تَهْذِيبِ الْأَسْمَاءِ وَاللُّغَاتِ“ فَإِذَا عَرَفْتَ ذَلِكَ، فَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ كَلَامًا يَفْهَمُ مِنْهُ أَنَّهُ يَقُولُ: قَالَ لِقْمَانُ أَوْ مَرْيَمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهَا وَسَلِّمْ، قَالَ لِأَنَّهُمَا تَرْتَفَعَانِ عَنْ حَالٍ مِنْ يَقُولُ: رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، لَمَّا قَرَأَ الْقُرْآنَ الْعَزِيزَ مِمَّا يَرَفَعُهُمَا، وَاللَّيْ أَرَاهُ أَنَّ هَذَا لَا بَأْسَ بِهِ، وَأَنَّ الْأَرْجَحَ أَنْ يَقَالَ: رَضِيَ اللَّهُ

عنه، أو عنها، لأن هذا مرتبة غير الأنبياء ولم يثبت كونهما نبیین، وقد قال أمام الحرمين إجماع العلماء على أن مريم ليست نبیة ذكره في ”الإرشاد“ ولو قال: عليه السلام، أو عليها، فالظاهر أنه لا بأس به، والله أعلم، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلی العظيم (۱) یعنی پس اگر کہا گیا کہ جب حضرت لقمان اور حضرت مریم کا ذکر کیا گیا تو کیا اُن پر انبیاء علیہم السلام کی طرح درود پڑھا جائے یا صحابہ کرام اور اولیاء عظام کی طرح رضی اللہ عنہ یا رحمہ اللہ علیہ کہا جائے یا علیہما السلام کہا جائے۔ بے شک جمہور علماء اس پر ہیں کہ دونوں نبی نہیں تھے، اور اُس کا قول شاذ ہے کہ جس نے کہا نبی ہیں، اور اُس شاذ قول کی طرف توجہ نہ کی جائے گی اور نہ ہی اس پر تہرج ہے، اور میں نے اسے اپنی کتاب ”تہذیب الأسماء واللغات“ میں واضح کر دیا ہے، پس جب تو نے یہ پہچان لیا تو بعض علماء نے کلام کیا ہے جس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کہا ہے لقمان یا مریم صلی اللہ علی الانبیاء علیہ او علیہا وسلم، کہا کہ یہ دونوں اُن کے حال سے مرتفع ہیں کہ جن کے حق میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ قرآن کریم میں ان کے بارے میں وہ مذکور ہے جو اُن کو بلند کرتا ہے، اور زیادہ راجح یہ ہے کہ اُن کے لئے کہا جائے رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیونکہ یہ غیر انبیاء کا مرتبہ ہے اور ان کا نبی ہونا ثابت نہیں ہے اور امام الحرمین نے فرمایا کہ علماء کا اجماع اس بات پر ہے کہ حضرت مریم نبیہ نہیں ہیں، اُسے انہوں نے ”الارشاد“ میں ذکر کیا ہے اور ان کو اگر علیہ السلام یا علیہا السلام کہے تو ظاہر ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ولا حول

۱۔ کتاب الأذکار الکتاب الصلاة على رسول الله ﷺ، باب الصلاة على غير الأنبياء الخ فصل، ص ۱۵۴ مطبوعة دارالبیان دمشق، الطبعة الثانية ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

ولا قوة إلا بالله العلی العظيم
اور علامہ علاء الدین حصکھی حنفی متوفی ۸۸۰ھ لکھتے ہیں:
وکذا من اختلف فی نبوته کلّی القرنین ولقمان، وقيل يقال:
صلی اللہ علی الأنبياء وعليه وسلم كما فی ”شرح المقدمة“
للقرماني (۲)
یعنی اسی طرح (ترضی یعنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا مستحب ہے اس کے لئے) کہ جس کی نبوت میں اختلاف کیا گیا جیسے حضرت ذوالقرنین اور حضرت لقمان اور کہا گیا کہ یوں کہا جائے صلی اللہ علی الأنبياء وعليه وسلم جیسا کہ ”شرح المقدمة“ للقرماني میں ہے۔

اس صیغہ سے ”صلاة وسلام“ کا حکم اس لئے دیا گیا تاکہ اُن پر ”صلاة وسلام“ تبعاً ہو جائے اور تبعاً صلاة وسلام پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابد بن شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

أى لتكون الصلاة عليه تبعاً فيكون ممّا لا اختلاف فيه (۳)
یعنی تاکہ اس پر صلاة تبعاً ہو جائے پس وہ اس میں سے ہو جائے کہ جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اور اگر کوئی اُن کے لئے کہ جن کا نبی ہونے میں اختلاف ہے علیہ الصلاة والسلام یا علیہ السلام بول دے تو اُس پر غناہ نہ ہوگا کیونکہ اُن کی نبوت میں اختلاف ہے۔ چنانچہ علامہ سید محمد امین ابن عابد بن شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

وظاهر قول المتن: ”ولا يصلى على غير الأنبياء والملائكة“

۲۔ القزالمحتار کتاب الخشی، مسائل شتی ص ۷۵۹ مطبوعة دارالکتب العلمیہ، بیروت الطبعة الاولى ۱۴۲۳ھ

۳۔ ردالمحتار کتاب الخشی، مسائل شتی الطبعة الاولى ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰ مطبوعة دارالمعرفة، بیروت

و کذا کلام القاضی عیاض السابق أنه لا يدعی له بالصلاة، لكنه

ینبغي عدم الإثم به لمثبه الاختلاف (۴)

یعنی دو مرتب (یعنی توبیر الابصار) کا ظاہر قول کہ ”غیر انبیاء، ملائکہ پر

(بالاستقلال) درود نہ پڑھا جائے“ اور اسی طرح قاضی عیاض کا کلام

جو سابق میں گزرا کہ اُن کے لئے (یعنی جن کی موت میں اختلاف)

صلاۃ کے ساتھ وعادہ کی جائے لیکن اگر کوئی اس طرح کرے تو چاہئے کہ

شبہ اختلاف کی وجہ سے اس سے گناہ نہ ہوتا۔

یاد رہے کہ حضرت مریم کے غیر نبیہ ہونے پر اجماع منعقد ہے جیسا کہ امام نووی نے

امام الحرمین سے نقل کیا ہے لہذا اُن کو بالاستقلال صلاۃ و سلام کے ساتھ ذکر نہ کیا جائے بلکہ

ترقی کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّرَافِ

مآخذ و مراجع

۱۔ **الإحسان بَرَقِيْب صَحِيْح ابن حبان**، رتبه الأمير علاؤ الدین علی بن بلبان
القاسی (ت ۷۳۹ھ)، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الثانیة ۱۴۱۷ھ۔
۱۹۹۴م۔

۲۔ **اخبار الأخیار**، للشیخ المحقق، الشیخ عبدالحق بن سیف التکین المحدث
الدهلوی الحنفی (ت ۱۰۵۲ھ)، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند۔

۳۔ **إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم** = تفسیر اُبی سعود
۴۔ **أئمة الأئمة**، للدهلوی، الشیخ عبد الحق بن سیف التکین المحدث
(ت ۱۰۵۲ھ)، المکتبة النورية الرضویة، سکھر، پاکستان ۱۹۷۶ء۔

۵۔ **الاستذکار**، لابن عبدالبز، الحافظ یوسف بن عبد اللہ بن محمد القرطبی
(ت ۴۲۳ھ)، تعلیق سالم محمد عطا وغیرہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت،
الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰

۶۔ **إكمال إكمال المُعَلِّم**، لآبی، الإمام محمد بن خلیفة الوشتانی المالکی،
(ت ۸۲۸ھ)، ضبطہ محمد سالم ہاشم، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة
الأولی ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۴م

۷۔ **إكمال المُعَلِّم بفوائد المسلم**، للإمام الحافظ اُبی الفضل عیاض بن موسیٰ
الیحصبی، (ت ۵۳۳ھ)، تحقیق الدكتور یحیٰ إسماعیل، دارالوفاء،
المنصورة، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸م

☆ **أنوار التنزیل وأسرار التلویل** = تفسیر البیضاوی

۸۔ **بريقة محمودیة فی شرح طريقة محمدیة**، للعلامة اُبی سعید الخادمی، (فرغ
من تألیفه فی ۱۱۶۸ھ)، دارالإشاعت العربیة، کوئٹہ

۹۔ **تبیض الصحیفة بمناقب الإمام اُبی حنیفة**، للسیوطی، الإمام جلال الدین
عبد الرحمن الشافعی، (ت ۹۱۱ھ)، تعلیق محمد عاشق الہی البرنی، إدارة
القرآن والعلوم الإسلامیة، کراتشی، الطبعة الثانیة ۱۴۱۸ھ

- ۱۰۔ **التبيين**. للغرابي، العلامة قوام الدين أمير كاتب بن أمير عمر الإتقاني الحنفي (ت ٤٥٨هـ)، وزارة الأوقاف، الكويت، الطبعة الأولى ١٣٢٠هـ، ١٩٩٩م
- ۱۱۔ **تبيين الحقائق** (شرح كنز الدقائق) للزيلعي، الإمام علي بن عثمان الحنفي (ت ٤٣٣هـ) دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢٠هـ، ٢٠٠٠م
- ۱۲۔ **تدريب الراوي** (في شرح تقريب النواوي)، للسيوطي، الحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر الشافعي (ت ٩١١هـ)، تحقيق الدكتور أحمد عمر هاشم، دار الكتب العربية، بيروت، ١٣١٩هـ، ١٩٩٩م
- ۱۳۔ **تفسير ابن عاشور**، للشيخ محمد طاهر ابن عاشور، مؤسسة التاريخ، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢٠هـ، ٢٠٠٠م
- ۱۴۔ **تفسير ابن كثير**، للعلامة عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (ت ٧٧٤هـ)، دار الأرقم، بيروت.
- ۱۵۔ **تفسير أبي السعود**، للقاضي محمد بن محمد بن مصطفى العماد الحنفي (ت ٩٨٢هـ)، تعليق الشيخ محمد صبحي حسن حلاق، دار الكتب، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢١هـ، ٢٠٠١م
- ☆ **تفسير البغوي** = معالم التنزيل
- ۱۶۔ **تفسير البيضاوي**، للإمام ناصر الدين أبي الخير عبد الله بن عمر الشيرازي الشافعي، (ت ٦٩١هـ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٣١٨هـ، ١٩٩٨م
- ☆ **تفسير التحرير والتنوير** = تفسير ابن عاشور
- ☆ **تفسير الحازن** = لباب التأويل في معاني التنزيل
- ۱۷۔ **تفسير روح البيان**، للحقّي العلامة الشيخ إسماعيل البروسي (ت ١١٣٤هـ)، تعليق الشيخ أحمد عزّ وعناية، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢١هـ، ٢٠٠١م
- ۱۸۔ **تفسير روح المعاني**، للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيّد محمود الألوسي البغدادي الحنفي، (ت ١٢٤٠هـ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢٠هـ، ١٩٩٩م

- ۱۹۔ **تفسير الخطيب الشربيني**، للإمام محمد بن أحمد الخطيب الشربيني، (ت ٩٤٤هـ)، تعليق إبراهيم شمس الدين، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ، ٢٠٠٠م
- ☆ **تفسير القرآن لابن كثير** = تفسير ابن كثير
- ۲۰۔ **تفسير القرطبي**، الجامع الأحكام القرآن. للقرطبي، الإمام أبي عبد الله محمد بن أحمد الأنصاري (ت ٦٦٨هـ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ-١٩٩٥م
- ۲۱۔ **التفسير الكبير للرازي**، الإمام فخر الدين محمد بن ضياء الدين عمر الشافعي (ت ٦٠٦هـ)، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٢٠هـ، ١٩٩٩م
- ۲۲۔ **تفسير المظهر**، للقاضي محمد ثناء الله العثماني الحنفي النقشبندی (ت ١١٢٥هـ)، تحقيق محمد عزّ وعناية، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ-٢٠٠٤م
- ۲۳۔ **التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج**، للدكتور وهبة الزحيلي، دار الفكر، بيروت، الطبعة الثانية ١٣٢٣هـ، ٢٠٠٣م
- ☆ **تفسير الأنسفي** = مدارك التنزيل. حقائق التأويل
- ۲۴۔ **تقريب النواوي** (مع شرحه للسيوطي) للإمام أبي زكريا يحيى بن شرف الشافعي (ت ٦٤٦هـ)، تحقيق الدكتور أحمد عمر هاشم، دار الكتب العربية، بيروت، ١٣١٩هـ، ١٩٩٩م
- ۲۵۔ **تكملة البحر الرائق** (شرح الكنز الدقائق)، للعلامة محمد بن حسين بن علي الطوري القادري الحنفي (ت ١١٣٨هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣١٨هـ، ١٩٩٤م
- ۲۶۔ **التمهيد لمافي الموطأ من المعاني والمسانيد** لابن عبد البر، الحافظ يوسف بن عبد الله بن محمد القرطبي (ت ٣٦٣هـ)، تحقيق محمد عبد القادر عطاري، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣١٩هـ، ١٩٩٩م
- ۲۷۔ **تنوير الأبصار** وجامع البحار في فروع فقه الحنفي مع شرحه. للتمرتاشي،

العلامة الشيخ محمد بن عبدالله بن أحمد الغزالي الحنفي (ت ١٠٠٣هـ)،
دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢٣هـ، ٢٠٠٢م

☆ **الجامع لأحكام القرآن** = تفسير القرطبي

٣٨ - **حاشية ابن التميمي**، للعلامة مصلح الدين مصطفى بن إبراهيم الرومي الحنفي
(ت ٨٨٠هـ)، تخريج عبدالله محمود محمد عمر، دار الكتب العلمية،
بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢٢هـ، ٢٠٠١م

☆ **حاشية ابن عابدين** = رد المحتار على الدر المختار

٣٩ - **حاشية الشهاب** على تفسير البيضاوي، للخفاجي، القاضي شهاب الدين
أحمد بن محمد بن عمر الحنفي (ت ١٠٢٩هـ)، تخريج، الشيخ عبدالرزاق
المهدي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣١٤هـ، ١٩٩٤م

٣٠ - **حاشية الطحطاوي** (على مراقي الفلاح)، للعلامة السيد أحمد بن محمد
الطحطاوي الحنفي، (ت ١٢٣١هـ)، ضبطه الشيخ محمد عبدالعزيز الخالدي،
دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣١٨هـ، ١٩٩٤م

٣١ - **حاشية الطحطاوي**، للعلامة السيد أحمد بن محمد الطحطاوي الحنفي،
(ت ١٢٣١هـ)، قديمي كتب خانة، كراتشي، الطبعة الأولى ١٣١٨هـ، ١٩٩٤م

٣٢ - **حاشية العلامة الصاوي** على تفسير الجلالين، للعلامة الفقيه أحمد بن محمد
الخلوتي المالكي (ت ١٢٣١هـ)، دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبعة
الأولى ١٣١٩هـ، ١٩٩٩م

٣٣ - **حاشية القوفوي** على تفسير الإمام البيضاوي، للعلامة عصام الدين إسماعيل بن
محمد الحنفي (ت ١١٩٥هـ)، تخريج عبدالله محمود محمد عمر، دار الكتب
العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢٢هـ، ٢٠٠١م

٣٢ - **الحديقة النقية** (شرح الطريقة المحمدية)، للنابلسي، العلامة عبدالغني
الحنفي، هو من أساتذة مفتي محمد أمين الشامي الحنفي (ت ١٢٥٢هـ)،
مكتبة الفاروقية، بشار

٣٥ - **حلي كبير**، للعلامة الشيخ إبراهيم الحنفي (ت ٩٥٦هـ)، سهيل أكادمي،
لاهور

٣٦ - **الدر المختار** (شرح تنوير الأبصار)، للحصكفي، العلامة علاء الدين محمد بن
علي بن محمد بن علي بن عبدالرحمن الحنفي (ت ١٠٨٨هـ)، تحقيق عبد
المنعم خليل إبراهيم، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى
١٣٢٣هـ، ٢٠٠٢م

٣٤ - **رد المحتار** على الدر المختار، لابن عابدين، العلامة السيد محمد أمين الشامي
الحنفي، (ت ١٢٥٢هـ)، تحقيق عبدالمجيد طمعه حلي، دار المعرفة، بيروت،
الطبعة الأولى ١٣٢٠هـ، ٢٠٠٠م

٣٨ - **رمز الحقائق** في شرح كنز الدقائق، للعيني، الإمام بدر الدين أبي محمد محمود
الحنفي (ت ٨٥٥هـ)، المكتبة النورية الرضوية، سكهة، الطبعة الأولى
١٣٠٣هـ، ١٩٨٢م

٣٩ - **مُنْهَجُ مَنَاجِيَه**، للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني (ت ٢٧٣هـ)، دار
الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ - ١٩٩٨م.

٣٠ - **مُنْهَجُ أَبِي دَاوُدَ**، للإمام سليمان بن أشعث السجستاني (ت ٢٧٥هـ)، دار ابن
حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م.

٣١ - **مُنْهَجُ الثَّارِمِي**، للإمام أبي محمد عبدالله بن عبدالرحمن (ت ٢٠٠هـ)، تخريج
الشيخ محمد عبدالعزيز الخالدي، دار الكتب العلمية، بيروت.

٣٢ - **السُّنَنُ الكُبْرَى** للبيهقي، الإمام أبي بكر أحمد بن الحسين الشافعي (ت
٤٥٨هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ - ١٩٩٩م.

٣٣ - **مُنْهَجُ النَّسَائِي**، للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني
(ت ٣٠٣هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م.

٣٢ - **شرح صحيح مسلم**، للهروي، العلامة محمد الأمين بن عبدالله الأرمي العلوي
الشافعي، دار المنهاج، جدة، ودار طوق النجاة، بيروت، الطبعة الأولى
١٣٣٠هـ، ٢٠٠٩م

٣٥ - **شرح جوهرة التوحيد**، للباجوري، العلامة الشيخ إبراهيم بن محمد بن أحمد
بن الشافعي، الشيخ الجامع الأزهر، ١٢٤٤هـ، ١٨٦٠م، مكتبة الغزالي، حماة

٣٦ - **شرح الشفا** (للقاضي عياض)، الإمام الملا علي القاري الهروي الحنفي

- ۱۴- (ت ۱۰۱۳ھ)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰م
- ۱۵- شرح نخبۃ الفکر، للإمام الملا علی بن سلطان محمد القاری الحنفی (ت ۱۰۱۳ھ)، فاروقی کتب خانہ، ملتان
- ۱۶- شرح صحیح مسلم للنووی، الإمام أبی زکریا یحییٰ بن شرف التمشقی الشافعی (ت ۶۷۲ھ)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰م
- ☆ شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض = إكمال المعلم بفوائد المسلم
- ۱۷- شرح العلامة الزرقانی علی المواهب، للعلامة محمد بن عبد الباقي المصري المالکی (ت ۱۱۲۲ھ)، ضبطه عبدالعزيز الهالدي، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ، ۱۹۹۶
- ۱۸- شرح نخبۃ الفکر، للعسقلانی، الحافظ أبی الفضل شهاب الدین أحمد الشافعی (ت ۸۵۲ھ)، فاروقی کتب خانہ، ملتان
- ۱۹- الشفا بتعريف حقوق سيدنا المصطفى ﷺ، للقاضي، الإمام أبی الفضل عیاض بن موسیٰ الیحصی المالکی (ت ۵۴۳ھ)
- ۲۰- شرح کتاب الفقه الأكبر، للإمام الملا علی القاری الحنفی، (ت ۱۰۱۳ھ)، تحقیق علی محمد دندل، دارالکتب العلمیۃ، بیروت
- ۲۱- صَحِیحُ الْبُخَارِيِّ. للإمام أبی عبد الله محمد بن إسماعيل الجعفی (ت ۲۵۶ھ)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ- ۱۹۹۱ء
- ۲۲- صحیح مسلم، للإمام مسلم بن الحجاج القشیری (ت ۲۶۱ھ)، دارالأرقم، بیروت
- ۲۳- عمدة القاری (شرح صحیح البخاری)، للعینی، الشیخ الإمام العلامة بدرالدین أبی محمد محمود بن أحمد الحنفی (ت ۸۵۵ھ)، دارالفکر، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۸م
- ۲۴- غُنْیَةُ الْمُعْتَمَلِ فِي شرح مُنْيَةِ الْمُصَلَّى = حلیٰ کبیر
- ۲۵- غیر انبیاء و ملائکہ کے لئے علیہ السلام، للأویسی، المفتی محمد فیض أحمد الحنفی القادری، قطب مدینة ببلشہر، کراتشی

- ۵۸- فتاویٰ أمجدیۃ، لصدر الشریعة محمد أمجد علی الأعظمی الحنفی (ت ۱۳۶۷ھ)، المکتبۃ الرضویۃ، کراتشی، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷م
- ۵۹- فتاویٰ فیض الرسول، للمفتی جلال الدین أحمد الأمجدی الحنفی، شبیر برادرز، لاہور ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸م
- ۶۰- فتاویٰ قاضیخان (علی ہامش الفتاویٰ الہندیۃ)، للإمام حسن بن منصور الأوزجندی الحنفی (ت ۵۹۲ھ)، المکتبۃ الحقانیۃ، کوئٹہ
- ۶۱- الفتاویٰ الہندیۃ، للشیخ نظام وجماعة من علماء الهند، المکتبۃ الحقانیۃ، کوئٹہ
- ۶۲- فتح المعین علی شرح الكنز لملا مسکین، للعلامة السيد محمد أبی السعود المصري الحنفی، مکتبۃ العجائب لذخرا العلوم، کوئٹہ
- ۶۳- الفتوحات الہیۃ بتوضیح تفسیر الجلالین للذقائق الخفیۃ، للعلامة سليمان بن عمر العجلی الشافعی الشہیر بالجمل، دارالکتب، بیروت، ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۳م
- ۶۴- فَتْحُ الْبَارِي شرح صحیح البخاری. للعسقلانی، الحافظ أحمد بن علی بن حجر الشافعی (ت ۸۵۲ھ)، تحقیق الشیخ عبدالعزیز بن عبد اللہ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰م
- ۶۵- الْقَوْلُ الْبَلِغُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْحَبِيبِ الشَّيْفِيع. للسخاوی، الحافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن الشافعی (ت ۹۰۲ھ)، دارالکتب العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۵ء
- ۶۶- كشف الحقائق (شرح كنزالدقائق)، للعلامة عبدالحکیم الأفغانی (ت ۱۲۲۶ھ)، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، کراتشی ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م
- ۶۷- كنز الدقائق. للنسفی، الإمام أبی البرکات عبد الله بن أحمد بن محمود الحنفی (ت ۷۱۰ھ)، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۵ھ، ۲۰۰۵م
- ۶۸- کتاب الأذکار، للنووی، الإمام أبی زکریا یحییٰ بن شرف التمشقی الشافعی (ت ۶۷۲ھ)، تحقیق بشیر محمد عیون، دارالبیان، دمشق، الطبعة الثالثة ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۳م

- ٢٩- **كنز الإيمان** في ترجمة القرآن، لإمام أهل السنة، الإمام أحمد الرضا بن نقي علي خان القادري الحنفي (ت ١٢٤٠هـ)، مكتبة وضوية، كراتشي
- ٤٠- **لباب التّأويل في معاني التّزويل**، للعلامة علاؤ الدّين علي بن محمد بن إبراهيم البغدادي الشهير بالخازن (ت ٤٢٥هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ، ٢٠٠٣م
- ٤١- **مجمع الأنهر** في شرح ملتقى الأبحر، للمحقق الفقيه عبد الرحمن بن محمد المدعو بشيخي زاده الحنفي (ت ١٠٤٨هـ)، تخريج خليل عمران المنصور، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣١٩هـ، ١٩٩٨م
- ٤٢- **مَجْمَعُ الزَّوَاد** ومنبع الفوائد، للهيثمي، نور الدين علي بن أبي بكر المصري (ت ٨٠٧هـ)، تحقيق عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ-٢٠٠١ع.
- ٤٣- **مدراك التزويل** وحقائق التأويل، للنسفي. الإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود الحنفي (ت ٤١٠هـ)، دار الفكر، بيروت
- ٤٤- **مِرْقَاتُ الْمَفَاتِيح** (شرح مشكاة المصابيح)، للإمام الملا علي بن سلطان محمد القاري (ت ١٠١٣هـ) الشيخ جمال عيتاني، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢٢هـ، ٢٠٠١م
- ٤٥- **المُسْنَدُ** للإمام أحمد بن حنبل (ت ٢٤١هـ)، المكتب الإسلامي، بيروت.
- ٤٦- **مِشْكَاةُ الْمَصَابِيحِ**، للتبريزي، الشيخ ولي الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله الخطيب (ت ٧٤١هـ)، تحقيق الشيخ جمال عيتاني، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ-٢٠٠٣ع.
- ٤٧- **مطالع المسرات**، بجلاء دلائل الخيرات، للفاسي، الإمام محمد المهدي بن أحمد بن علي القصري، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة الثانية ١٣٤٤هـ، ١٩٥٨م
- ٤٨- **المصنّف**، للإمام الحافظ أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني (ت ٢١١هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢١هـ، ٢٠٠٠م
- ٤٩- **المصنّف**، لابن أبي شيبة، للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة

- (ت ٢٣٥هـ)، تحقيق محمد عوّامة، المجلس العلمي، ودار قرطبة، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢٤هـ، ٢٠٠٢م
- ٨٠- **المصنّف** في الأحاديث والآثار، لابن أبي شيبة، الحافظ عبد الله بن محمد (ت ٢٣٥هـ)، تعليق سعيد محمد الحام (دار الفكر)، بيروت، الطبعة الأولى ١٣١٣هـ، ١٩٩٣م
- ٨١- **المفهم** لما أشكل من كتاب مسلم. للقرطبي، الحافظ أبي العباس أحمد بن عمر بن إبراهيم (ت ٢٥٦هـ)، تحقيق محي الدين ديب مستور أحمد محمد السيد وغيرهما، دار ابن كثير، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٢٦هـ، ٢٠٠٥م
- ٨٢- **المَوْطَأُ**، إمام مالك بن أنس (ت ١٧٩هـ) برواية يحيى بن يحيى المصمودي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٧ع.
- ٨٣- **معالم التّزويل**، للبغوي، الإمام أبي الحسين بن مسعود الفراء الشافعي (ت ٥١٢هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢٣هـ، ٢٠٠٣م
- ٨٤- **المَوَاهِبُ اللَّغْنِيَّةُ** بالمنح المحمّديّة، للقسطلاني، العلامة أحمد بن محمد (ت ٩٢٣هـ)، تعليق مأمون بن محي الدين الجنّان، دار الكتب العلميّة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ، ١٩٩٦ع.
- ٨٥- **القبّاس** شرح شرح العقائد، للفراهوري، عبدالعزيز بن أحمد الحنفي، فيضي كتب خانة، كوثه
- ٨٦- **تسيم الرّياض** في شرح شفاء القاضي عياض. للخفاجي، العلامة شهاب الدّين أحمد بن محمد بن عمر المصري (ت ١٠٢٩هـ)، تعليق محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٣٢١هـ، ٢٠٠١م
- ٨٧- **الهِدَايَةُ** شرح بداية المبتدئ، للمرغيناني، برهان الدّين أبي الحسن علي بن أبي بكر الحنفي (ت ٥٩٣هـ)، تعليق محمد عدنان درويش، دار الأرقم، بيروت.